نبیلہ عزیز

یادرہ

http://paktunplace.blogspot.com

"یونیورسٹی آف گجرات۔" اپنی گاڑی سے اترتے ہی اس کی پہلی نظر یونیورسٹی کے گیٹ کے اوپر تک گئی تھی اور چند سیکنڈ گیٹ کا جائزہ لینے کے بعد اس کی نظر کا پیمانہ یونیورسٹی کا طول و عرض ناپنے میں لگ گیا تھا۔ حالانکہ یونیورسٹی کا وسیع و عریض احاطہ اس کی ایک نظر کے حصار میں سمٹنے والا ہرگز نہیں تھا وہ ایک ناممکن سی کوشش میں تھا اور اس کی یہ کوشش گاڑی میں بیٹھے اس کے دوست کو گاڑی سے اترنے پہ مجبور کر گئی تھی۔ وہ متوازن قدم اٹھاتا سیدھا اس کے برابر آکھڑا ہوا تھا۔

"جناب حسی صاحب! یہ گیٹ یو او جی کا گیٹ

مکمل ناول

ہے جنت یا جہنم کا نہیں جہاں سے گزرنے کے لیے آپ اتنی سوچ بچار سے کام لے رہے ہیں۔" خاور نے یونیورسٹی آف گجرات کا مخفف استعمال کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے متوجہ کیا تھا۔ لیکن اس کے متوجہ کرنے کے باوجود وہ چونکا یا پھر گڑبڑایا نہیں تھا بلکہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے دوبارہ یونیورسٹی کے تاحد نظر پھیلے احاطے پہ اک طائرانہ سی نگاہ ڈال کر اپنے برابر کھڑے خاور کی سمت دیکھا تھا۔

"میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہم لوگوں نے اس یونیورسٹی میں چار سال گزارنے ہیں اور چار سال کا عرصہ کچھ کم عرصہ نہیں ہوتا ان چار سالوں میں کیا کچھ ہونے والا ہے؟ ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔ نئی جگہ نئی روٹین' نئے تجربات' نئے دوست' نئے دشمن' سب کچھ نیا لیکن چار سال بعد کی سب کچھ چار سال پرانا ہو چکا ہوگا" ہر نئی چیز پرانی میں بدل جائے گی۔" اس کی بات میں گہرائی تھی اور انداز حد سے زیادہ سنجیدہ تھا جس کو دیکھتے ہوئے خاور کو بھی سنجیدگی کے لبادے میں آتے ہوئے محض دو سیکنڈ لگے تھے۔

"ہاں یار یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو چار سالوں میں بہت کچھ بدل جاتا ہے' زندگی' ذہن' حالات' وقت اور انسان بھی۔" خاور اگر سنجیدگی کے لبادے میں ہو تو اس جیسا فلاسفر کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"لیکن یار میں سوچتا ہوں کہ سب کچھ بدل جائے بس انسان نہ بدلے۔" ان دونوں کی سنجیدگی ہنوز تھی البتہ یہ اور بات تھی کہ ان کی سنجیدگی کا لبادہ اترنے میں بھی بس ایک لمحہ ہی لگتا تھا اور پھر اس سنجیدگی کا کہیں شائبہ تک نہیں ملتا تھا دیکھنے اور سننے والے ان کے اچانک رنگ بدلتے پہ دنگ کے رہ جاتے تھے۔

"لیکن یار انسان بدل جاتا ہے پر شیطان نہیں بدلتا' شیطان چار سال بعد بھی شیطان ہی رہے گا' مجھے کچھ امید ہے بلکہ کامل یقین ہے۔" خاور نے جتنے سکون اور اطمینان سے کہا تھا اس نے اتنے ہی خونخوار اور کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کی طرف رخ پھیرا تھا اور خاور اس کے ایسے خطرناک تیور بھانپتے ہوئے ایک ہی جست میں اس سے پانچ فٹ کے فاصلے پہ پہنچ گیا تھا۔

"تم نے شیطان کس کو کہا؟" وہ ایک ایک قدم اٹھاتا خاور کی طرف بڑھا۔

"شیطان کو اور کس کو؟" اس نے کندھے اچکائے اور پیچھے کی طرف قدم اٹھاتا اس سے دور ہو گیا۔

"حالانکہ تمہاری اپنی حرکتیں شیطانوں جیسی ہیں۔" وہ چبا کے بولا۔

"ہر شیطان دوسرے کے بارے میں یہی سوچتا ہے۔" خاور نے اب بھی سکون سے جواب دیا تھا۔

"یعنی تم مان رہے ہو کہ تم اگر میرے بارے میں ایسا کہہ رہے ہو تو تم خود شیطان ہو اسی لیے ایسا سوچتے ہو۔" اس نے بدلا چکایا اور خاور اپنی ہی بات میں پھنس گیا لیکن ہمت نہیں ہاری تھی۔

"ہاں میں شیطانوں کی بات کر رہا تھا اپنی تو نہیں۔"

"اچھا؟ تو پھر کون ہو تم؟" حسی نے اسے دلچسپ اور شریر نظروں سے دیکھ کر معنی خیزی سے پوچھا۔

"انسان۔" خاور نے فخر سے کہا اور اس کی ہنسی چھوٹ گئی وہ قہقہے لگاتا ہنستا ہوا اپنے ہی ہاتھ پہ ہاتھ مارتا اس کا قہقہہ دہرا رہا تھا۔

"انسان... واہ کیا کہنے ہیں اس انسان کے؟ جاؤ شاباش ذرا گاڑی کے مرر میں اپنی شکل تو دیکھ کر آؤ پھر آکر بتاؤ کہ تم انسان کہاں سے لگتے ہو؟" اس نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا خاور ایسی عزت افزائی پہ کھسیا گیا تھا اور نہ جانے اور بھی کتنی عزت افزائی ہونا باقی تھی کہ اچانک حسی کے عقب سے کوئی نسوانی آواز ابھری۔

"سر! کیا میں یہاں گاڑی پارک کر سکتی ہوں؟" وہ حسی سے پوچھ رہی تھی اور حسی نے پہلے اس لڑکی کو دیکھا پھر گیٹ کے باہر والے روڈ کو اور پھر ایک نظر خاور کو دیکھا۔

"سوری میم! یہ میرا بیڈ روم ہے آپ یہاں گاڑی پارک نہیں کر سکتیں۔" اس نے انتہائی سنجیدگی سے کہتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی تھی اور اس کی بات پہ جہاں وہ لڑکی سٹپٹائی وہیں خاور کا قہقہہ ابل پڑا وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی ہنسی کنٹرول نہیں کر پایا تھا۔ کیونکہ وہ بات ہی اتنی سنجیدگی سے کر رہا تھا کہ ایک لمحے کے لیے واقعی ایسا لگا کہ وہ یونیورسٹی کا روڈ نہیں اس کا بیڈ روم ہو۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟" وہ لڑکی تھوڑا غصے سے بولی تھی۔

"یہ بدتمیزی نہیں میڈم' یہ سڑک ہے' کیا آپ کو نظر نہیں آرہی؟" اس نے اپنے سابقہ انداز سے کہا خاور ہنسی چھپانے کے لیے رخ موڑ گیا تھا۔

"مجھے تو نظر آرہی ہے لیکن آپ کو نظر نہیں آرہا کہ آپ کسی لڑکی سے بات کر رہے ہیں اور لڑکیوں سے کس طرح بات کرنی چاہیے۔" وہ لڑکی بھی غصے کی تیز لگتی تھی۔

"اوہ سوری مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ لڑکی ہیں میں تو کچھ اور ہی سمجھا تھا۔"

"شٹ اپ' جسٹ شٹ اپ۔" وہ تیزی سے چبا کر بولی تھی۔

"دیکھیے مس آپ خوامخواہ اپنا ٹمپر لوز کر رہی ہیں یہ ایک پبلک پلیس ہے یہاں کوئی بھی گاڑی پارک کر سکتا ہے' آپ جہاں چاہیں گاڑی پارک کریں' دوسروں سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے بھلا؟" خاور نے تیزی سے درمیان میں آتے ہوئے بیچ بچاؤ کروایا ورنہ آج پہلے ہی دن گیٹ پہ ہی پھڈا شروع ہو جاتا اور باقی کا پورا دن غصے اور بے زاری میں گزرتا لہٰذا اس نے اس لڑکی کو سمجھا بجھا کے اس کے رستے بھیجا اور حسی صاحب کو ساتھ لے کر یونیورسٹی میں آگیا جہاں آج انتہا کا رش تھا کیونکہ آج ایڈمیشن کی لاسٹ ڈیٹ تھی اور ہر طرف اسٹوڈنٹس کی بھاگ دوڑ مچی ہوئی تھی البتہ وہ خود مطمئن تھے کیونکہ ایڈمیشن ہو چکے تھے۔

☼ ☼ ☼

"میرا نام رائنہ حیدر ہے' گجرات کی رہنے والی ہوں' میری فیملی پچھلے بیس سال سے انگلینڈ میں مقیم تھی لیکن بیس سال بعد میری مما کا دل اتنا اداس ہوا کہ پاپا سے کہہ کر وہ پاکستان شفٹ ہو گئیں' مما کے بغیر ہمیں بھی رہنا ہمارے لیے بھی ناممکن تھا سو مجبوراً ہمیں بھی انگلینڈ چھوڑنا پڑا۔ حال ہی میں پاکستان کو ریٹرن کی ہے اسی لیے اپنی اسٹڈی کا سلسلہ بحال رکھنے کے لیے بھاگ دوڑ جاری ہے' اب دیکھیے کیا ہوتا ہے آگے؟" اس نے وہاں موجود لڑکیوں سے اپنا تعارف کروایا کیونکہ ایک دو نے اس سے نام بھی پوچھا تھا اور اس سے کئی اور بھی سوال کیے تھے اس نے سب کو تسلی بخش جواب سے نوازا تھا کہ وہ لوگ دوبارہ کچھ نہ پوچھیں۔ لیکن یہ اس کی خام خیالی تھی۔ سوال بھی کبھی ختم ہوتے ہیں بھلا؟ وہ بھی لڑکیوں کے؟

"گجرات میں کہاں رہتی ہو؟" ایک اور سوال آیا۔

"ماڈل ٹاؤن۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔

"کتنے بہن بھائی ہو؟" دوسرا سوال۔

"دو بہنیں ایک بھائی۔"

"بہن بھائیوں میں بڑا کون ہے؟" تیسرے سوال میں بھی دیر نہ لگی۔

"بھائی بڑا ہے' ہم دونوں چھوٹی ہیں۔"

"کیا بس انگلینڈ چلی ہو؟" چوتھا سوال گونجتا ہوا تھا۔

"نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی محبت وحبت کا چکر تو نہیں چل رہا؟" پانچویں سوال کی معنی خیزی اسے بری لگی۔

"مائنڈ یور لینگویج مس! میں کسی کا اتنا پرسنل ہونا پسند نہیں کرتی' میں اگر آپ کے سوالوں کے جواب دے رہی ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنی لمٹ کراس کر جائیں۔" اس نے بالآخر ان لوگوں کے سوالوں کا منہ بند کر دیا تھا اور وہ سب چپ ہو کے بیٹھ گئی تھیں وہ جب سے پاکستان آئی تھی اس نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ یہاں کے لوگ ذرا ذرا سی بات کو بہت زیادہ کریدتے ہیں۔ ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اور اس کوشش میں اپنا ذہن بھی برباد کرتے ہیں اور وقت بھی۔ لیکن اپنی اس غلطی کو تسلیم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

"تو اس میں غلط کیا کہہ دیا ہے ہم نے؟ آج کل تو ہر دوسرے لڑکے لڑکی کا چکر چل رہا ہے' یہاں اتنا پارسا اور باکردار کون ہے بھلا؟" وہ لڑکی جواباً طنزیہ نظروں سے دیکھ کر بولی تھی لیکن اس کی بات پہ رائنہ کا خون کھول اٹھا تھا۔

"اس آج کل میں تو پھر آپ بھی شامل ہوتی ہیں؟ کیا آپ کے پارسا اور باکردار ہونے میں بھی وہی شک ہے جو آپ کو دوسروں کے بارے میں ہے؟" رائنہ کا جواب کرارا تھا جس پہ وہ لڑکی بلبلا اٹھی تھی اس نے کچھ کہنا چاہا مگر اس کی دوسری دوست نے اسے روک دیا تھا' آج پہلا دن اور پہلی ملاقاتیں تھیں اس لیے سب ہی لڑائی جھگڑے سے پرہیز کر رہے تھے ایک دوسرے کے "متھے" نہیں لگنا چاہتے تھے۔ رفتہ رفتہ وہاں موجود تمام لڑکیاں اٹھ کر چلی گئیں بس رائنہ اکیلی بیٹھی رہ گئی تھی۔

"ہائے! مجھ سے دوستی کریں گی؟" اسے وہاں اکیلے بیٹھے ہوئے دس منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک اس کے قریب سے ایک انتہائی فریش آواز ابھری تھی۔ وہ لڑکی اس کی طرف ہاتھ بڑھائے کھڑی تھی۔

"السلام علیکم! آپ کون ہیں؟" رائنہ نے اس لڑکی کو الجھن بھری نظروں سے دیکھا اور ——

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے

فائزہ افتخار کے 4 خوبصورت ناول

آئینوں کا شہر	قیمت -/500 روپے
بھول بھلیاں تیری گلیاں	قیمت -/500 روپے
گلیاں پہ چوبارے	قیمت -/300 روپے
پھلاں دے رنگ ہزار	قیمت -/250 روپے

ناول منگوانے کے لیے فی کتاب ڈاک خرچ -/45 روپے

منگوانے کا پتہ

[illegible] 32735021

http://paktimplace.blogspot.com

"ہائے" کی بجائے سلام کیا تھا۔
"وعلیکم السلام میرا نام جوہر آرا ہے' سب گھر والے اور فرینڈز "جوجو" کہتے ہیں' آپ بھی مجھے جوجو کہہ سکتی ہیں کیونکہ آپ کی صورت میں مجھے اپنی مستقبل کی ایک بیسٹ فرینڈ نظر آرہی ہے۔" اس نے ابھی تک اپنا ہاتھ پیچھے نہیں کیا تھا اور رائنہ کو دلچسپ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔
"کیا مطلب ہے آپ کا؟" رائنہ کو حیرت ہوئی۔
"مطلب یہ کہ میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں میں تھوڑی دیر پہلے ان لڑکیوں کے ساتھ آپ کی ساری باتیں اور تعارف سن چکی ہوں' آپ مجھے کافی سمجھ دار لگتی ہیں اسی لیے آپ سے فرینڈشپ کرنا چاہ رہی ہوں۔" اس لڑکی کی لاپروائی اور انداز ہنوز تھے رائنہ حیرانی سے دیکھے جارہی تھی اور جو ذہن میں آیا وہ کہہ بھی دیا تھا۔
"سوری! لیکن آپ مجھے کہیں سے بھی سمجھ دار نہیں لگ رہیں۔" رائنہ کا انداز بجا تھا وہ لگ ہی ایسی رہی تھی۔
"یہی آپ کی سمجھ داری کا ثبوت ہے کہ آپ پہلی نظر میں ہی میری خصوصیت پہچان گئی ہیں میں واقعی سمجھ دار نہیں ہوں' لیکن مجھے ایک سمجھ دار فرینڈ کی ضرورت ہے' جو مجھے سمجھا سکے اور میرا اچھا برا سمجھ سکے۔" اس نے مسکراتے ہوئے لاپروائی سے کہا تھا اور رائنہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی بات پہ مسکرا اٹھی تھی اور پھر بے ساختہ اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا۔
"نائس ٹو میٹ یو۔" رائنہ کو واقعی جوجو سے مل کر اچھا لگا تھا وہ بھی گجرات کی رہنے والی تھی۔

☼ ☼ ☼

"میرا نام حسن علی ہے' لاہور کا رہنے والا ہوں' میری فیملی ایک آزاد خیال فیملی ہے' جب چاہو جو چاہو کرسکتے ہو کوئی رکاوٹ نہیں۔ مام ڈیڈ دونوں بہت نائس ہیں' خود بھی فٹ رہتے ہیں اور ہمیں بھی فٹ رکھتے ہیں۔ ہم لوگ ایک بہن اور دو بھائی ہیں۔ بھائی مجھ سے بڑا ہے' لمز یونیورسٹی میں پڑھتا ہے آج کل فائنل سمسٹر کی تیاریوں میں ہے اور ہائر اسٹڈی کے لیے امریکا جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مام چاہتی تھیں کہ میں بھی لمز میں ہی ایڈمیشن لے لوں مگر میرے دو تین کلاس فیلوز نے یو ای ٹی میں ایڈمیشن لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو مجھے بھی انٹرسٹ ہونے لگا' سو میں بھی یہیں آگیا اب دیکھو کہ آگے کیا ہوتا ہے۔" اس نے اپنے تازہ ترین دوستوں کو اپنے بارے میں ذرا تفصیل سے بتایا تھا۔
"یہاں آکر کیسا لگ رہا ہے؟" سب سے پہلا سوال توصیف نے کیا تھا۔
"ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔" اس نے کندھے اچکائے۔
"کیوں؟" ضیغم نے بے ساختہ پوچھا۔
"یار ابھی مجھے آئے ہوئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟"
"لیکن پھر بھی؟" توصیف نے اصرار کیا تھا۔
"شاید اچھا ہی لگ رہا ہے۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔
"ہاں یار ابھی تو تم نے صرف یونیورسٹی دیکھی ہے' یونیورسٹی کے رنگ نہیں دیکھے۔" عباس کی زبان میں بھی کھجلی ہوئی تھی۔ جس پہ حسن بے ساختہ معنی خیز قہقہہ لگا کے ہنسا تھا۔
"ہنس کیوں رہے ہو؟" ان لوگوں نے اسے گھور کے دیکھا تھا ان کے چہروں پہ خفگی تھی کہ وہ بلاوجہ کیوں ہنس رہا ہے۔
"میں اس لیے ہنس رہا ہوں کہ یونیورسٹی نے بھی ابھی صرف مجھے دیکھا ہے' میرے رنگ نہیں دیکھے۔" وہ ان لوگوں کی بات سے محظوظ ہورہا تھا۔
"اپنے رنگوں کی نوعیت بتاسکتے ہو؟" ضیغم نے اسے جانچتی ہوئی نظر سے دیکھا۔
"چار دن صبر کرو' سب کچھ سامنے آجائے گا' رنگ بھی اور رنگوں کی نوعیت بھی۔" حسن نے اس کا کندھا تھپک کرا سے تسلی دی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ چار دن صبر؟" ضیغم الجھتے ہوئے بولا۔
"ہاں چار دن صبر' پھر جیسے یونیورسٹی کے رنگ سامنے آئیں گے ویسے ویسے میرے بھی آجائیں گے۔"
"کہہ تو تم ان رنگوں کی بات کررہے ہو؟" توصیف کچھ چونکا تھا۔
"ہاں ہاں میں انہی رنگوں کی بات کررہا ہوں جن کے وجود سے کائنات میں رنگ ہیں۔" حسن کا لہجہ ذومعنی تھا۔
"اچھا! اچھا' تو تم میں یہ کوالٹی بھی پائی جاتی ہے؟" عباس حیرت سے بولا۔
"جناب! ہم میں ہر کوالٹی پائی جاتی ہے' آپ آزما کے دیکھیے۔" وہ سینے پہ ہاتھ رکھ کے گردن جھکاتے ہوئے کورنش بجالایا تھا۔
"ہوں! پھر تو خوب گزرے گی جب مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔" توصیف نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور وہ سب بیک وقت ہنس پڑے تھے ان کی دوستی اور کیمسٹری ان کی ہنسی سے ہی ظاہر ہورہی تھی۔
"کیا پہلے بھی کسی کے ساتھ کوئی چکر چل رہا ہے؟" توصیف کو ایسی باتیں بہت اٹریکٹ کرتی تھیں۔
"یار چکر تو بہت چل رہے ہیں' لیکن میرا چکر ایسا ہوتا ہے کہ جو چلتا بھی نہیں مگر "چکرا" کے رکھ دیتا ہے۔" اس نے آنکھ دبائی اور وہ سب حیران ہوئے۔
"وہ کیسا چکر ہے بھلا؟"
"بس یار کہا جو ہے چار دن صبر کرو' سب کچھ آجائے گا۔" وہ توصیف کا گال تھپک کے اٹھ گیا تھا اور پھر رفتہ رفتہ سب دوست ذہنی ہم آہنگی کی بدولت ایک گروپ کی شکل اختیار کرگئے تھے اور اک دوسرے کے بہت قریب آگئے تھے ان کا گروپ ڈپارٹمنٹ کا نمایاں گروپ تھا۔

☼ ☼ ☼

"رائنہ! اٹھو مما بلارہی ہیں۔" مائدہ دروازے۔

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

کتاب کا نام	مصنفہ	قیمت
بساط دل	آمنہ ریاض	500/-
زرد موسم	راحت جبیں	600/-
زندگی اک روشنی	رخسانہ نگار عدنان	500/-
خوشبو کا کوئی گھر نہیں	رخسانہ نگار عدنان	200/-
شہر دل کے دروازے	شازیہ چوہدری	400/-
تیرے نام کی شہرت	شازیہ چوہدری	250/-
دل ایک شہر جنوں	آسیہ مرزا	450/-
آئینوں کا شہر	فائزہ افتخار	500/-
بھول بھلیاں تیری گلیاں	فائزہ افتخار	500/-
پھلاں دے رنگ کالے	فائزہ افتخار	250/-
[illegible]	فائزہ افتخار	300/-
[illegible]	[illegible]	200/-
[illegible]	آسیہ رزاقی	350/-
[illegible]	آسیہ رزاقی	200/-
[illegible]	فوزیہ یاسمین	250/-
[illegible]	بشریٰ سعید	200/-
رنگ خوشبو ہوا بادل	افشاں آفریدی	450/-
درد کے فاصلے	رضیہ جمیل	500/-
آج گگن پہ چاند نہیں	رضیہ جمیل	200/-
درد کی منزل	رضیہ جمیل	200/-
میرے دل میرے مسافر	[illegible]	300/-
تیری راہ میں رل گئی	سمیرا شریف طور	225/-
شام آرزو	[illegible]	400/-

[illegible]

http://paktunplace.blogspot.com

دستک دے کر اندر چلی گئی تھی۔

"رائنہ۔۔۔ رائنہ اٹھ جاؤ پلیز صبح ہے میں تمہیں کتنی آوازیں دے چکی ہوں۔" مائرہ نے کمبل میں دبکی رائنہ کے اوپر سے کمبل کھینچ لیا تھا۔

"پلیز مائرہ صرف دس منٹ اور۔۔۔ پلیز بہت سخت نیند آرہی ہے۔" اس نے بند آنکھوں کے ساتھ کمبل واپس لینا چاہا۔

"محترمہ! دس منٹ اور سوئیں تو آج یونیورسٹی نہیں پہنچ سکو گی۔" مائرہ گھور کے بولی تھی اور رائنہ نے بے زاری سے آنکھیں کھولتے ہوئے وال کلاک کی سمت دیکھا آٹھ بجنے میں دس منٹ باقی تھے اور ساڑھے آٹھ بجے اس نے کلاس میں پہنچنا تھا' ابھی شاور لینا تھا' کپڑے چینج کرنے تھے' ناشتا کرنا تھا اور یونیورسٹی بھی پہنچنا تھا اس کی جاگی سوئی آنکھیں یکدم پٹ سے کھل گئیں اور وہ ایک جھپک اٹھ کر واش روم میں گھس گئی تھی مائرہ خفگی سے سر جھٹکتی ہوئی باہر آگئی وہ آج کل ایگزام دے کر کچھ دنوں کے لیے فارغ اور ریلیکس تھی۔

"اٹھ گئی رائنہ؟" ماما نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

"جی اٹھ گئی ہے واش روم میں ہے۔" مائرہ کرسی گھسیٹ کر ناشتے کے لیے بیٹھ گئی۔

"چلو تم ناشتا شروع کرو' تب تک وہ بھی آجاتی ہے۔"

"میں ناشتا شروع کرکے ختم بھی کرلوں وہ پھر بھی نہیں آئے گی۔" مائرہ کو اس کے بارے میں سب پتا تھا وہ اس کے مزاج کو سمجھتی تھی۔ اور واقعی جب مائرہ ناشتا ختم کرکے اٹھی تب وہ تیار ہو کر بیڈ روم سے باہر نکلی تھی۔

"گڈ مارننگ ماما جانی۔" وہ قریب آتے ہوئے بولی۔

"لیکن بیٹا! تمہارا بریک فاسٹ؟"

"اوہ ماما میں کینٹین سے کچھ کھالوں گی۔" وہ عجلت میں ہاتھ ہلاتی ماما کا گال چوم کے باہر نکل گئی اور ماما آوازیں دیتی رہ گئی تھیں۔

"میں نے کیا کہا تھا آپ سے؟" مائرہ مسکراتی ہوئی قریب آگئی۔

"اب تمہارے جیسا تو کوئی نہیں ہر بات ماننے والا ایک اچھا بچہ۔" ماما نے مائرہ کے بال سہلائے اور مائرہ ہنس پڑی۔

"آپ بھی تو بہت اچھی ماما ہیں۔" مائرہ نے ان کے گلے میں بازو ڈال دیے۔

"کیا ڈیڈ اچھے نہیں ہیں؟" ان کے عقب سے آواز ابھری اور مائرہ یکدم پیچھے پلٹتے ہوئے ہنسی اور ان کے کندھے سے لگ گئی۔

"ڈیڈ تو سب سے اچھے ہیں۔"

"بس۔۔۔ بس رہنے دو یہ منہ دیکھے کی محبت' اصل پیار تو تم لوگوں کو اپنی ماں سے ہے۔"

"ارے نہیں ڈیڈ آپ دونوں ہی ہمارے لیے ایک جیسے ہیں کسی ایک کو چننا بہت مشکل کام ہے۔" مائرہ ان دونوں کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"رائنہ کہاں ہے؟" انہوں نے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"یونیورسٹی۔"

"اتنی جلدی؟" انہوں نے کلاک دیکھا۔

"جلدی نہیں بلکہ لیٹ۔ آج وہ اپنے ٹائم سے کافی لیٹ ہو گئی تھی اسی لیے بغیر ناشتا کیے ہی چلی گئی ہے۔" مائرہ بھی ان کے برابر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی اور شائستہ بیگم اٹھ کر ملازمہ سے شوہر کے لیے ناشتا لگوانے لگیں۔ وہ دونوں باپ بیٹی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

وہ صبح کافی جلدی اٹھ جاتا تھا کسی کو بھی اسے جگانے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی گھر میں اور نہ گھر سے باہر' رات کو چاہے وہ کتنا لیٹ سوتا لیکن صبح جلدی اٹھ جاتا تھا اور ہاسٹل آکر بھی اس کی یہی روٹین تھی' اس کی نیند صبح سویرے ہی رات کی سیاہی کے ساتھ رخصت ہو جاتی تھی اس نے کبھی کسی کو اٹھانے کی زحمت نہیں دی تھی یہی وجہ تھی کہ جب سے وہ یہاں

آیا تھا اپنے دوستوں سے بھی پہلے یونیورسٹی پہنچ جاتا تھا۔

"حسی۔۔۔ حسی ارے یار سنو تو۔" ضیغم اور ولید دونوں اسے پکارتے ہوئے قریب آئے تھے وہ لان میں بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا شاید۔

"کچھ سناؤ گے تو سنوں گا نا؟" اس نے کتاب بند کرتے ہوئے ضیغم کو گھورا۔

"یار میں نے آج اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ایک بہت ہی خوب صورت لڑکی دیکھی ہے' وہ کلاس روم کی طرف جا رہی ہے' چلو میرے ساتھ ہم بھی چلتے ہیں۔" ضیغم نے بے قراری سے کہا تھا۔

"بس ایک خوبصورت لڑکی دیکھ لی اور لٹو ہوگئے؟" حسی نے مذاق اڑایا۔

"تو اور کیا کروں؟" ضیغم جھنجلایا۔

"پتا کرو پہلے کہ وہ کون ہے؟ نام کیا ہے؟ کس ڈیپارٹمنٹ سے ہے؟ سنگل ہے یا ڈبل؟ [illegible] ہے یا نہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس کا اسپیشل کھانے کے ساتھ کو مزہ آجائے۔" حسی کی بات پر ولید بھی ہنس پڑا تو ضیغم ایسے مذاق پہ ان دونوں کو گھورنے لگا۔

"جب تک میں یہ ساری معلومات اکٹھی کروں گا تب تک اس حسینہ کو کوئی اور لے اڑے گا۔"

"تو یار تم اپنی سروس تیز کرو نا۔"

"اسی لیے تو تمہارے پاس آیا تھا لیکن تم۔" ضیغم خفا ہونے لگا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" توصیف عباس' ولید اور علی چاروں ہی وہیں چلے آئے تھے لان میں ان کا گروپ ایک ٹولے کی شکل میں بیٹھ چکا تھا۔

"محترم ضیغم صاحب کو ابھی ابھی کھڑے کھڑے ایک لڑکی پسند آگئی ہے۔" حسی نے چھیڑنے والے انداز سے کہا۔

"ہیں واقعی؟" توصیف کو اچنبھا ہوا۔

"کیوں تم اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو؟" ضیغم نے توصیف کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"کیا تم بھی لڑکیوں میں انٹرسٹ لیتے ہو؟" توصیف کا سوال تمسخر لیے ہوئے تھا ضیغم سلگ اٹھا۔

"کیوں کیا میں مرد نہیں ہوں؟"

"ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔" توصیف بے نیازی سے بولا۔

"توصیف۔" ضیغم یکدم اس پہ چڑھ دوڑا تھا۔

"آج میں تجھے نہیں چھوڑوں گا تیری سر چک دار کر توڑ کے چھوڑوں گا۔" ضیغم نے توصیف کو دبوچ لیا تھا اور وہ اس کے گھونسے کھاتے ہوئے بھی ہنسے جا رہا تھا۔

"ہوئے ولید روک اس چڑیل نما مرد کو۔" توصیف نے بالآخر دہائی دے ڈالی تھی۔

"تجھے اس چڑیل سے اب اللہ ہی بچائے۔" علی نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"تو نے میری مردانگی پہ شک کیا ہے میں تجھے نہیں چھوڑوں گا تو نے میری غیرت کو للکارا ہے۔" ضیغم ابھی تک توصیف کو دبوچے ہوئے تھا۔

"یار شک کب کیا ہے؟ میں نے تو پورے یقین کے ساتھ۔۔۔" توصیف بولتے بولتے باز نہ آیا اور باقی سب ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو گئے۔

"تیرے یقین کی ایسی کی تیسی۔" وہ دونوں گتھم گتھا ہو چکے تھے۔

"ایکسکیوز می! کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ کینٹین کس طرف ہے؟" نسوانی آواز پہ وہ دونوں ریشم کی گتھی کی طرح الجھے ہوئے یکدم سیدھے ہو گئے تھے البتہ حالت دونوں کی خراب تھی بکھرے بکھرے ہوئے تھے۔ ضیغم آنکھیں پھیلائے پٹ پٹ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا یہی تو تھی وہ حسینہ!

"جی آیئے میں بھی کینٹین کی طرف ہی جا رہا ہوں۔" حسی اپنی کتاب اور موبائل اٹھا کر بڑی سہولت سے اس لڑکی کے ساتھ چل دیا تھا۔

"حسی اتنا یاد رکھنا پہلے بات میں نے کی تھی۔" ضیغم پیچھے سے چلایا۔ اور اسے باز رہنے کا اشارہ دیا جس کو وہ سنی ان سنی کر گیا تھا۔

"آپ گجرات کے رہنے والے ہیں؟"

http://paktunplace.blogspot.com

"نہیں میں لاہور سے آیا ہوں۔"

"کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟"

"بس کچھ ہی عرصہ ہوا ہے۔"

"ہاسٹل میں رہتے ہیں؟"

"ہوں یہی ایک ٹھکانہ ہے۔"

"آپ ہمارے گھر آئیے گا نا؟" اس لڑکی نے کھڑے کھڑے اسے دعوت دے ڈالی وہ اندر سے حیران ہوا تھا۔

"کیوں؟"

"جی ہاں آپ یہاں مہمان ہیں اور واپس لاہور جا کر کیا سوچیں گے کہ گجرات میں کسی نے مہمان نوازی بھی نہیں کی۔" وہ لڑکی کافی پر اعتماد تھی وہ اس طرح بات کر رہی تھی جیسے پہلے سے آشنا ہو۔

"آپ کہاں رہتی ہیں؟" وہ پوچھنے پہ مجبور ہو گیا تھا۔

"یہیں گجرات میں، دراصل میں مرغزار کالج میں پڑھتی تھی ابھی حال ہی میں کالج سے فارغ ہوئی ہوں، میں ایک سال ریسٹ کرنا چاہ رہی تھی لیکن ابو جی نے میرے انکار کے باوجود، یونیورسٹی میں ایڈمیشن کروا دیا ہے آج یونیورسٹی پہلی بار گئی ہوں۔" اس نے کافی تفصیل اور لاپروائی سے بتایا۔

"آپ کا نام؟" بالآخر اسے پوچھنا پڑا۔

"آمنہ۔" اس لڑکی کی لاپروائی ہنوز تھی۔

"اور آپ کا؟" جواباً وہ بھی پوچھ بیٹھی۔

"حسن علی۔" وہ کافی سنجیدگی سے بولا۔

"کس ڈپارٹمنٹ سے ہیں؟" وہ سوال کیے جا رہی تھی۔

"بی ایس، آنرز سی ایس آئی ٹی ڈپارٹمنٹ سے ہوں۔"

"ارے واہ! میں بھی اسی ڈپارٹمنٹ سے ہوں، آپ کا بھی یقیناً "فرسٹ سمسٹر" ہے اور میرا بھی ہم لوگ تو پھر کلاس فیلو ہوئے نا؟" وہ بے انتہا خوش ہوئی تھی اور حسی اسے آنکھیں پھیلائے دیکھ رہا تھا۔

"کلاس فیلو؟" وہ سن کر خوش نہیں ہوا تھا بس نارمل ہی رہا البتہ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی اس کی نیت اور سوچ صاف تھیں اسی لیے وہ اتنی مخلص اور لاپروا نظر آ رہی تھی اور پہلے روز یونیورسٹی آنے پہ حسن کی صورت میں ایک مہذب سا دوست پا کر بہت خوش اور ایکسائیٹڈ ہو رہی تھی۔

"کیسے نا حسی صاحب کیا لیں گے آپ؟" اس نے کینٹین آتے ہی کہا یوں جیسے وہ واقعی اس کا مہمان ہو۔

پھر وہ گھنٹہ بھر اس کے پاس بیٹھی رہی اور جاتے جاتے دوستی کا رشتہ پکا کر کے اٹھی تھی اور اس کے جانے کے بعد حسی دونوں ہاتھوں میں سر تھام کے بیٹھ گیا تھا۔

"حسی! حسی یار کوئی بات بنی؟" ضیغم بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا اور اس کے پیچھے باقی سب!

"بات نہیں بنی بلکہ باتیں بنی ہیں ہائے۔" وہ یکدم چلا کر بولا تھا۔

"ہیں کیا مطلب؟" ضیغم ناسمجھی سے دیکھ رہا تھا۔

"وہ پورا ایک گھنٹہ میرا دماغ چاٹ کے گئی ہے لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہیں ہوا۔" حسی سچ مچ جھنجلایا ہوا تھا۔

"لیکن کیوں؟" ضیغم کو صدمہ ہوا۔

"ارے یار وہ حسینہ جس کو تو لڑکی سمجھ رہا تھا وہ لڑکی نہیں ہے۔" حسی کوفت اور بے زاری سے بولا۔

"ہائے میں مر گیا کیا ہے وہ؟" ضیغم نے سینے پہ ہاتھ مارا۔

"وہ درویش ہے درویش۔ اس نے عام لڑکیوں کی طرح کچھ بھی نہیں چھپایا، سب کچھ بتا گئی ہے 'اپنا نام' 'اپنا گھر' 'اپنا کالج' 'اپنے ماں باپ' بہن بھائی اور مجھ سے دوستی کر کے مجھے اپنے گھر انوائٹ بھی کر گئی ہے وہ بھی پہلی ہی ملاقات میں۔ کیا کبھی کسی لڑکی نے ایسا کیا ہے؟" حسی نے ضیغم سے پوچھا۔

"ہائے میں لٹ گیا' ہائے میں برباد ہو گیا' ہائے میں ایک درویش تے مر گیا؟" ضیغم کا ماتم جاری تھا۔

"اس سے تو بہتر تھا کہ تو ڈوب کے مر جاتا۔" توصیف نے لقمہ دیا۔

"تو ڈوب کے مرا یا نہ مرا لیکن تجھے مار دوں گا آج کچھ پتہ نہیں ہے۔" ضیغم توصیف کے پیچھے لپکا اور وہ لوگ انہیں روکتے رہ گئے۔

باقی کا پیریڈ ان "درویش" کے ذکر میں گزرا تھا۔

"بس یار ضیغم حوصلہ کر' تیری قسمت ہی ماڑی ہے۔" "ویسے اس کا قد ٹھیک تھا۔"

"اللہ تجھے صبر جمیل عطا فرمائے۔" علی نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

"فکر نہ کر اللہ اور دے گا یونیورسٹی بھری پڑی ہے بس اس ___ کو اب اپنی بہن کا رتبہ دے دے۔" عباس بھی شامل ہوا انہوں نے ضیغم کا ناک میں دم کر رکھا تھا اور وہ خون کے گھونٹ پیتا ان کے مذاق سنتا رہا۔ حسی تو اسے آنکھوں میں چھیڑ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

آج سنڈے تھا۔ وہ لوگ یونیورسٹی سے آف ہونے کی وجہ سے بہت ریلیکس فیل کر رہے تھے اور آج تو موسم بھی کافی عاشقانہ تھا ان سب لڑکوں نے مل کر کسی اور ریسٹورنٹ پہ انجوائے منٹ کا پروگرام بنایا تھا اور ان کے تیار ہوتے ہوتے موسم اچھا خاصا ابر آلود ہو چکا تھا جیسے ہی حسی تیار ہو کر ہاسٹل سے گاڑی لے کر نکلا اچانک دھواں دھار بارش شروع ہو گئی دن میں بھی رات کا سا سماں بندھ گیا تھا سنسان روڈ اور بھی سنسان لگنے لگے تھے وہ جیسے ہی اس سنسان علاقے سے نکل کر آبادی میں داخل ہوا' کسی نے اسے ہاتھ ہلا کر روکنے کا کہا تھا پہلے تو اس کا دل چاہا کہ نظر انداز کر کے گزر جائے لیکن نہ جانے کیوں اسے کسی کی مجبوری کا خیال کر کے کچھ رحم آ گیا تھا اور گاڑی روک دی۔

وہ لڑکی بھیگتی ہوئی قریب آئی تھی اس نے گاڑی کا شیشہ فولڈ کر دیا تھا۔

"سر میری گاڑی خراب ہو گئی ہے کیا آپ مجھے ماڈل ٹاؤن تک ڈراپ کر سکتے ہیں؟" وہ لڑکی بارش میں کھڑی مکمل طور پہ بھیگ چکی تھی کچھ ہی دور سڑک کی سائیڈ پہ اس کی گاڑی بھی کھڑی تھی۔ حسی نے ایک نظر اس لڑکی کو سر تا پا دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر دوسری سائیڈ کا فرنٹ ڈور کھول دیا تھا وہ بھاگتی ہوئی دوسری سائیڈ پہ آئی اور اندر بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھتے ہی اس نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کر دی البتہ گاڑی کی اسپیڈ خاصی کم تھی شاید وہ اس لڑکی کو سنبھل کر بیٹھنے کا موقع فراہم کر رہا تھا۔

"تھینک یو سو مچ سر آپ نے مجھے لفٹ دے دی ورنہ مجھے تو دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔" وہ اپنے چہرے سے بارش کا پانی پونچھتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں میڈم گاڑیاں تو کافی گزر رہی ہیں۔" حسی نے اس لڑکی کی بات کو جھٹلایا۔

"جی ہاں گاڑیاں گزر رہی ہیں مگر وہ نہ ورسز جبکہ میں اپنے ایسے حلیے میں کسی ٹیکسی یا ویگن میں سوار ہو کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی تھی۔" وہ گلے میں جھولتا دوپٹہ اپنے ارد گرد پھیلا چکی تھی۔

"تو پھر آپ نے مجھے کیوں روکا؟ متوجہ تو میں بھی ہو سکتا ہوں۔" اس نے گردن موڑ کر بغور اس لڑکی کو دیکھا۔

"میں جانتی ہوں آپ ایسے نہیں ہیں۔" اس کے لہجے میں یقین تھا۔

"آپ مجھے کیسے جانتی ہیں کہ میں ایسا نہیں ہوں؟" حسی کو حیرانی ہوئی۔

"آپ یو ایل جی میں پڑھتے ہیں اور میں نے آپ کو کئی بار آئی ٹی ڈپارٹمنٹ میں دیکھا ہے ابھی میں نے آپ کی گاڑی دیکھ کر ہی آپ سے لفٹ مانگی ہے ورنہ کوئی اور ہوتا تو شاید میں ایسا نہ کرتی۔" وہ لڑکی یقیناً "سچ" بول رہی تھی اس کا لہجہ مضبوط تھا۔

"ہوں۔" اس نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے ہوں کو تھوڑا لمبا کھینچا تھا۔

"کافی سمجھدار لگتی ہیں۔" اس نے سراہا اور وہ یکدم کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"حالانکہ میرے سارے قریبی جاننے والے مجھے

http://pakfunplace.blogspot.com

ساتھ شاید چھ سی لڑکیاں بھی تھیں جن میں جوجو بھی شامل تھی۔
"رائنہ...!" جوجو اسے دیکھتے ہی یکدم کھڑی ہو گئی تھی۔
"میں تمہاری طرف آئی ہوں۔" رائنہ نے سب کو متوجہ ہوتا دیکھ کر جوجو سے کہا۔
"ہاں یار! آؤ نا بیٹھو یہاں۔" جوجو نے اپنی جگہ پہ اسے بیٹھنے کا کہا۔
"بیٹھنے کے لیے نہیں آئی۔" رائنہ سب کو نظر انداز کرتی ہوئی صرف جوجو کی طرف متوجہ تھی۔
"اوہ سوری یار! آج ہم سب فرینڈز کی ایک مشترکہ فرینڈ شپ پارٹی تھی اس لیے میں کلاسز اٹینڈ نہیں کر سکی اور تمہیں بتانا بھی یاد نہیں رہا' آؤ نا ان سب سے ملو۔" جوجو نے سب کی طرف اشارہ کیا ضیغم علی' توصیف عباس' ولید اور حسی بھی اسے ہی دیکھ رہے تھے پاس ہی آمنہ' انعم' ذکیہ' پنکی وغیرہ بھی بیٹھی ہوئی تھیں رائنہ نے ان سب پہ ایک سرسری اور طائرانہ سی نگاہ ڈالی تھی۔
"تم اپنی فرینڈ شپ پارٹی سے کب فارغ ہو گی؟" وہ جوجو کی بات نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔
"بس تھوڑی دیر تک ہم لوگ اٹھ ہی رہے ہیں۔" جوجو نے ایک نظر حسی کو دیکھا وہ رائنہ کے تنے چہرے کو دیکھ رہا تھا یہ وہی لڑکی تھی جس کے ساتھ یونیورسٹی کے پہلے روز گیٹ پہ ٹاکرا ہوا تھا اور یہ ٹاکرا شاید اس لڑکی کو بھی یاد تھا جبھی اس نے حسی پہ ایک نظر ڈالی بھی تو ناگوار نظر ڈالی تھی۔
"حسی میں چلتی ہوں کل پھر ملاقات ہو گی۔" جوجو اپنا بیگ اٹھانے کی غرض سے جھکی۔
"بیٹھی رہو' ابھی ہماری پارٹی ختم نہیں ہوئی' تم فرینڈ شپ پارٹی ادھوری چھوڑ کر جاؤ گی تو فرینڈ شپ بھی ادھوری ہی رہ جائے گی۔" حسی نے بے تکے لہجے میں کہہ کر جوجو کے قدم روک دیے تھے اس کے دوستوں نے بھی چونک کر دیکھا تھا۔
"لیکن حسی مجھے کافی دیر ہو چکی ہے' اب چلنا چاہیے۔" جوجو' رائنہ اور حسی کے درمیان جزبز سی کھڑی تھی۔
"دوستی میں دیر بھی ہوتی ہے اور سویر بھی' دوستی کچھ بھی نہیں دیکھتی میڈم جوجو ہر آرا۔" حسی کا لہجہ سخت تھا وہ اس وقت جوجو کے جانے کے حق میں نہیں تھا۔
"لیکن حسی۔" جوجو نے کچھ کہنا چاہا۔
"میں تمہیں روک نہیں رہا بس بتا رہا ہوں کہ ایسا بھی ہوتا ہے۔" حسی لاپروائی سے بولا۔ جوجو چپ ہو گئی اور پھر انکار کرنے کی غرض سے شرمندہ سی رائنہ کی طرف پلٹی لیکن جیسے ہی سر اٹھا کر دیکھا وہ حیران رہ گئی رائنہ وہاں نہیں تھی جوجو نے ٹھٹک کر دائیں بائیں دیکھا اور پھر کینٹین سے باہر جھانکا رائنہ واپس جا رہی تھی نہ جانے کیوں رائنہ نے اسے شرمندگی سے بچا لیا تھا اور اپنی بات کا بھرم بھی رکھ لیا تھا اس سے پہلے کہ جوجو انکار کرتی وہ خود ہی واپس مڑ گئی تھی۔ لیکن جوجو کو اب بھی افسوس ہو رہا تھا البتہ حسی بہت خوش تھا کہ اس وقت جوجو نے اس کا انتخاب کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

شام پانچ بجے کا وقت تھا وہ شاور لے کر نکلی تو نظر ٹیرس کی سمت اٹھ گئی موسم کی خوش گواریت وہ ایک نظر میں بھانپ گئی تھی۔ بالوں کو تولیے سے خشک کر کے اچھی طرح ہیئر برش سے سنوار کر چہرے پہ آئے بالوں کو ہینڈ سے پیچھے ہٹاتے ہوئے وہ ٹیرس پہ چلی آئی۔ ٹھنڈی میٹھی ہوا اس کا استقبال کرتی گزر گئی اور ہوا کا لمس اپنے چہرے پہ محسوس کر کے وہ بے ساختہ مسکرائی تھی۔
"کیا ہو رہا ہے جناب؟" مائرہ دبے قدموں اس کے پیچھے ٹیرس پہ ہی چلی آئی تھی۔
"موسم انجوائے۔" اس نے مسحور کن لہجے میں کہا۔
"اکیلے اکیلے؟" مائرہ نے چھیڑا۔
"اکیلے ہیں تو اکیلے ہی انجوائے کریں گے نا؟ اب

آپ کی طرح تو نہیں کہ جب منگیتر کی یاد آتی ہے وہ فون پہ آپ کی تنہائیاں بانٹنے چلا آتا ہے۔" مائرہ انگیجڈ تھی اس کی منگنی اپنی خالہ کے بیٹے سے ہوئی تھی وہ کینیڈا میں ہوتا تھا اور ان لوگوں کی اکثر فون پہ بات چیت ہوتی رہتی تھی۔
"تو کیا خیال ہے تمہاری تنہائیاں بانٹنے کے لیے بھی کچھ بندوبست کر دیں؟" مائرہ نے ذومعنی انداز میں کہا تھا۔
"ارے توبہ توبہ' اللہ کا خوف کریں مائرہ آپی میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔" اس نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگائے۔
"کیوں بھئی؟ کیوں نہیں سوچ سکتیں؟" مائرہ نے تعجب سے پوچھا۔
"ارے بھئی ابھی تو میری اسٹڈی کمپلیٹ ہونے میں بھی تقریباً تین سال باقی ہیں اور ان شاء اللہ تین سال بعد بھی میرا شادی وادی کا کوئی پروگرام نہیں ہے میں اسٹڈی کے بعد جاب کو ترجیح دوں گی۔" رائنہ نے تحمل سے کہا۔
"چلو دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے تمہاری مرضی چلتی ہے یا پھر مما کی؟" مائرہ نے کندھے اچکائے۔
"بس آپ کی شادی ہو جائے ہمارے لیے یہی سب سے بڑی خوشی کی بات ہے۔" رائنہ نے مائرہ کو چھیڑنے والے انداز میں کہا تھا۔
"کیوں کیا میں ہی قربانی کا بکرا ہوں
نہ تم شادی کے لیے تیار ہو اور نہ ہی وہ اریب صاحب۔" مائرہ نے رائنہ اور اپنے بھائی کا نام لیا۔
"بس ہم نے اپنی فیملی فی الحال تمہارے ذریعے ہی بڑھانی ہے۔" رائنہ نے مسکراہٹ روک رکھی تھی۔
"ماشاء اللہ کیا خیالات ہیں محترمہ کے منہ دھو رکھو' یہ نہ ہو کہ میں مما سے کہہ دوں کہ میں تب ہی شادی کروں گی جب ــــ رائنہ کی ہو گی۔"
"اف خدایا! ایسا ظلم کبھی مت کرنا۔" رائنہ نے خوف سے دہل کر کہا اور مائرہ ہنس پڑی تھی۔ یوں ہی ہنستے ہنستے ان کی نظر گیٹ پہ گئی چوکیدار نے گیٹ کھولا اور جوجو کی گاڑی اندر آ کر رکی۔ رائنہ کی ہنسی کو بریک لگ گئے تھے اس کے چہرے پہ سنجیدگی چھا گئی تھی۔
"السلام علیکم۔" جوجو ان کو دیکھ کر ٹیرس پہ آ گئی۔
"وعلیکم السلام۔" مائرہ نے جواب دیا تھا۔
"کیسی ہیں آپ؟"
"فائن' تم سناؤ؟" مائرہ نے بھی جواباً پوچھ لیا۔
"ویری فائن۔" جوجو نے بشاشت سے کہا۔
"او کے تم لوگ باتیں کرو' میں چائے بھجواتی ہوں۔" مائرہ ان دونوں کے کندھے تھپک کر چلی گئی۔ اب وہ دونوں ٹیرس پہ تنہا تھیں۔
شام کا سانولا پن سیاہی میں بدل رہا تھا اور ہوا میں رچی خنکی میں اضافہ ہو رہا تھا لیکن اس خنکی کے باوجود رائنہ کو یہ موسم بہت بھلا لگ رہا تھا ہوا کے دھیمے لمس میں ایک سرور تھا جو وہ دل و جان سے محسوس کر رہی تھی۔
"میں جانتی ہوں رائنہ تم مجھ سے ناراض ہو۔" جوجو نے آہستگی سے کہنا شروع کیا۔
"غلط فہمی ہے تمہاری۔" وہ لاپروائی سے بولی۔
"کیا مطلب؟" جوجو کو سمجھ نہ آئی۔
"میں ناراض نہیں ہوں کیونکہ ناراض ہونے کے لیے کوئی رشتہ چاہیے جو میرے اور تمہارے درمیان نہیں ہے۔"
"رائنہ!" جوجو کے انداز میں احتجاج تھا۔
"یہ بات تم نے ہی مجھے باور کروائی ہے۔"
"پلیز رائنہ! ایسا کچھ بھی نہیں ہے' میں اس وقت واقعی کشمکش میں تھی۔"
"ہونہہ سچے دوست' دوستوں کے لیے کشمکش میں نہیں پڑتے بلکہ کھڑے کھڑے فیصلے کر لیتے ہیں اور اس وقت تم سے انتخاب کرنا مشکل ہو گیا تھا کہ تم کس کی بات مانو' میری یا اس حسی کی۔ دیکھو جوجو پوری یونیورسٹی میں تمہارے سوا میرا کوئی اور دوست نہیں ہے اور اگر تم ہی نئی دوستوں کے چکروں میں پڑ کر ایسا کرو گی تو تم جان سکتی ہو کہ میں کیا سوچنے پہ مجبور ہو جاؤں گی۔" رائنہ لفظ چبا چبا کر کہتی ہوئی اس کی

http://pakfunplace.blogspot.com

طرف مڑی۔ جوجو چپ کھڑی تھی کیونکہ وہ غلط تھی۔
"ایم سوری۔" وہ مدھم آواز میں بولی۔
"کتنے لوگوں میں مجھ سے نظر چرا لینا اور تنہائی میں سوری کرلینا میرے لیے کسی انسلٹ سے کم نہیں ہے۔"
"پلیز رائمہ! ایم رئیلی سوری۔" جوجو ہنوز سوری کیے جارہی تھی۔
"جوجو تم نہیں جانتیں کہ تم خسارے کی طرف جارہی ہو۔ وہ تمہیں پاگل بنا رہا ہے، فلرٹ کر رہا ہے تمہارے ساتھ۔" رائمہ کہنے سے باز نہیں آئی تھی۔
"وہ جو بھی کر رہا ہے مگر میں اتنا جانتی ہوں کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں۔" جوجو کا لہجہ ٹھہرا ہوا تھا رائمہ ٹھٹک گئی اس نے چونک کر جوجو کا چہرہ دیکھا۔ یعنی وہی کچھ ہو رہا تھا جو رائمہ پہلے سے سوچ رہی تھی۔ جوجو کے چہرے پہ بکھرے رنگ قوس و قزح کے رنگوں سے زیادہ حسین لگ رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا گود میں لیپ ٹاپ رکھے کسی کے ساتھ چیٹنگ میں مصروف تھا جب اس کے موبائل پہ وائبریشن ہوئی تھی اس کا موبائل ہمیشہ وائبریشن پہ رہتا تھا اسے رنگ ٹون سے خاصی چڑ ہوتی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر بیڈ پہ رکھا موبائل اٹھا کر دیکھا کسی ان نون نمبر سے میسجز تھے جن میں پوئٹری تحریر تھی اس نے بنا پڑھے موبائل سائیڈ پہ ڈال دیا۔ اس کی انگلیاں دوبارہ سے لیپ ٹاپ کی کیز پہ حرکت کرنے لگی تھیں اور ابھی چند سیکنڈز ہی گزرے تھے کہ موبائل پہ لگاتار وائبریشن ہونے لگی اس نے دوبارہ موبائل اٹھا کر اسکرین دیکھی اسی انجان نمبر سے کال آرہی تھی مجبوراً اس نے کال ریسیو کرلی۔
"ہیلو۔" اس نے مصروف سی آواز میں کہا۔
"السلام علیکم۔" دوسری طرف بہت خوب صورت سی آواز تھی۔
"وعلیکم السلام، آپ کون؟" وہ ایک لمحے کے لیے لیپ ٹاپ سے اپنا ہاتھ ہٹا چکا تھا۔
"میں انیلا بات کر رہی ہوں، کیا حسن سے بات ہوسکتی ہے؟" وہ بہت نرم لہجے میں پوچھ رہی تھی۔
"جی بول رہا ہوں، آپ کا تعارف؟" وہ کافی سنجیدہ تھا۔
"میں یو ای ٹی میں پڑھتی ہوں، آپ کو وہیں دیکھا تھا۔" اس نے تعارف کا پہلا سرا اس کے ہاتھ میں تھمایا۔
"اچھا، اچھا۔" وہ سر ہلاتے ہوئے بولا۔
"آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟"
"بس لگن سچی تھی مل گیا۔" وہ فرینک انداز سے بولی۔
"پھر بھی؟"
"آپ کے دوست ولید اور علی سے لیا ہے۔" وہ اس کے اصرار سے مجبور ہوگئی تھی۔
"چلو تو یہ نیک کام انہوں نے کیا ہے۔"
"کیوں آپ کو برا لگا؟"
"لگ بھی سکتا ہے۔" وہ لاپروا تھا۔
"میں آپ سے فرینڈشپ کرنا چاہتی ہوں۔" انیلا خاصی عجلت پسند تھی حسن بے ساختہ مسکرا دیا۔
"میرے بارے میں جانے بغیر؟" وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔
"کیا مطلب ہے آپ کا؟" انیلا چونکی۔
"مطلب یہ کہ میرے بارے میں جاننے کے بعد آپ اپنا دوستی کے لیے بڑھایا جانے والا ہاتھ واپس کھینچ لیں گی۔" وہ دوبارہ سے لیپ ٹاپ کی کیز پریس کرنے لگا تھا اور بائیں ہاتھ سے فون کال سن رہا تھا۔
"میں فیصلہ ایک بار کرتی ہوں اور ہمیشہ کے لیے کرتی ہوں ہاتھ پیچھے ہٹانا یا قدم پیچھے ہٹانا میرا شیوہ نہیں ہے۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی، حسن واقعی متاثر ہوا تھا لڑکی خاصی دل گردے والی تھی۔
"دیکھیے۔ مس انیلا! میں بہت اچھا انسان نہیں

ہوں لیکن میں بہت برا انسان بھی نہیں ہوں، میں ہر اچھے انسان کے ساتھ اچھا اور ہر برے انسان کے ساتھ برا ہوں البتہ ہر چیز سے قطع نظر میں دوستوں کی بہت قدر کرتا ہوں، میرے دوست میرے لیے بہت اہم ہیں لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی۔ ہنسی مذاق سے ہٹ کے میں اپنے دوستوں کی بہت عزت بھی کرتا ہوں اور میں اپنے ہر دوست کو بتاتا ہوں کہ زندگی میں، میں ان کو پیار، عزت اور قدر کے سوا اور کچھ نہیں دے سکتا اور نہ ہی وہ مجھ سے کچھ اور کی ڈیمانڈ کریں۔" حسن بات کرتے کرتے ذرا توقف کے لیے ٹھہرا۔
"یہ ساری بات آپ کو بتانے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اگر مجھ سے فرینڈشپ کرنے کے بعد عام لڑکے لڑکیوں کی طرح محبت وحبت یا شادی وادی کی کوئی خواہش پالیں گی یا پھر مجھ سے ایسی کوئی امید رکھیں گی تو آپ کا یہ ارادہ سراسر بےکار ہوگا، میں نے اگر زندگی میں محبت کی بھی تو ان شاء اللہ اپنی بیوی سے ہی کروں گا، میری محبت کی حق دار وہی لڑکی ہوگی جو میری بیوی بن کر میری زندگی میں آئے گی البتہ میری تمام فی میل فرینڈز میرے لیے خاص اور بہت اہم ہیں ان کے لیے دل و جان سے حاضر ہوں۔ بس وہ دوستی کے بعد کسی اور جذبے کا تقاضا نہ کریں۔" وہ بات پہلے سے کلیئر کر دینے کا عادی تھا اس نے آج تک کسی بھی لڑکی سے یہ بات کلیئر کیے بنا دوستی نہیں کی تھی وہ پہلے ہی روز سب کچھ ان پہ واضح کر دیتا تھا جوجو وغیرہ کے ساتھ بھی اس نے ایسا ہی کیا تھا اور اب انیلا کے ساتھ۔ وہ اس کی بات سننے کے بعد خاموش ہو چکی تھی وہ بھی اس کی خاموشی نوٹ کر چکا تھا۔
"فون آن رکھوں یا بند کر دوں؟" حسن کا لہجہ سنجیدہ اور نپا تلا سا تھا۔ دوسری طرف سے گہری سانس لینے کی آواز سنائی دی تھی۔
"آن رکھیں۔" گویا وہ فیصلہ کر چکی۔
"گڈ! آپ نے میری بات کو بڑی جلدی سمجھ لیا ہے آئی لائیک اٹ۔" وہ ہلکے سے مسکرایا۔
"تھینکس! میں اگر بات سمجھ لیتی ہوں تو اپنی بات سمجھا بھی لیتی ہوں۔ بہرحال آپ سے بات کرکے اور آپ کے [illegible] جان کے بہت خوشی ہو رہی ہے۔" وہ توصیفی کلمات ادا کرنے لگی۔
"مجھے بھی آپ سے بات کرکے بہت اچھا لگ رہا ہے۔" جواباً وہ بھی بول پڑا۔

☆ ☆ ☆

"اوئے یار سن تو سہی۔" توصیف دور سے ہی کچھ ہائے وائے کرتا آرہا تھا۔
"ضیغم کے بچے بہرے ہوگئے ہو کیا؟" توصیف چبا کر بولا۔
"آہستہ بولو میرے بچے ابھی سو رہے ہیں اپنی بھونڈی آواز سے انہیں جگانے کی کوشش مت کرو ورنہ اگر وہ جاگ گئے تو مصری کی مکھی کی طرح حشر اٹھائیں گے چپک جائیں گے تم کو۔" ضیغم نے اسے ڈرانے کے لیے کہا۔
"بھاڑ میں گئے تم اور تمہارے بچے، تمہیں تو کوئی بات بتانا ہی فضول ہے۔" توصیف ناگواری سے بولا۔
"ہاں سنا میری ہجولی کیا بات ہے جو تیرے پیٹ میں ٹھہری نہیں رہی؟" ضیغم نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے گویا احسان کیا تھا۔
"ہوئے منحوس تو مجھے ہی ہجولی بنا بنا کے خوش ہوتا رہے گا اور اُدھر وہ حسن صاحب ہر روز ایک نئی "ہجولی" کے ساتھ موجیں اڑا رہے ہیں۔ جانتے ہو نا موج کا مطلب؟" توصیف نے جل کر کہا تھا اور ایک چنگاری ضیغم کے سینے میں بھی چٹکی تھی۔
"یہ کیا کہہ رہے ہو "نئی ہجولی"؟" ضیغم کی آواز صدمے سے بند ہونے لگی تھی۔
"ہاں نئی بالکل نئی نکور۔" توصیف مسالا لگا کے بولا تھا۔
"تم نے کہاں دیکھی؟" ضیغم تو جیسے روہانسا ہو رہا تھا۔
"یو ای ٹی میں۔" توصیف نے کندھے اچکائے ضیغم کے دل پہ ہاتھ پڑا تھا۔

http://pakfunplace.blogspot.com

"حسی وہ وہ چجولی' وہ بھی یو ایف سی میں؟ لیکن یار اسے وہ ملی کہاں ہے؟ وہ تو ویک اینڈ پہ گھر گیا ہوا تھا؟" ضیغم نے حیرانی سے پوچھا۔
"یہ تو وہی بتا سکتا ہے کہ اسے نئی گوری چٹی کہاں سے ملی؟" توصیف نے کندھے اچکائے۔
"ویسے یار اللہ بھلا کرے بہت کمال کی ہے وہ تو کیا حسن ہے انتہائی خوب صورت' پڑھی لکھی اور اسٹائلش "اُف اسے دیکھ کر ہی میرا دل خوش ہو گیا اور وہ کمینہ اس کے قریب بیٹھ کر اس سے باتیں کر کے اسے دیکھ دیکھ کر سیراب ہو رہا ہوگا۔" توصیف کے منہ میں پانی آ گیا اور رشک بھرے انداز سے آہ بھری تھی۔
"چلو ہم بھی چلتے ہیں۔" ضیغم اٹھ کھڑا ہوا۔
"کہاں؟" توصیف نے حیرانی سے پوچھا۔
"یو ایف سی اور کہاں؟" ضیغم نے گھورا۔
"مگر کیوں؟"
"یہ دیکھنے کہ وہ اس معصوم لڑکی پہ کون کون سے جال پھینک رہا ہے؟"
"بلیا معصوم؟" توصیف قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔
"یار وہ لڑکی معصوم ہوتی تو تیرے پاس آتی' مجھے اپنا دوست بناتی اس کمینے کے پاس نہ جاتی۔" توصیف بے چارہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا۔
"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ضیغم نے گھور کے پوچھا۔
"یار میرا مطلب ہے کہ وہ لڑکی بڑی خرانٹ ہے اسی لیے تو اس نے حسی کا انتخاب کیا ہے' ورنہ ڈپارٹمنٹ میں تمہارے جیسے خوبرو نوجوان بھی تو موجود تھے۔" وجاہت تو نہیں البتہ لہجہ بدل گیا تھا۔
"ہاں یار یہ بھی سوچنے کی بات ہے اس لڑکی نے تمہارا اور میرا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ شاید وہ تمہاری چھچھلی کمر دیکھ کر قریب نہ آئی ہو؟" ضیغم نے بھی باتوں باتوں میں حساب برابر کر لیا تھا۔
"اور تمہارے چہرے پہ تو وہ دور سے ہی کسی چڑیل کا عکس دیکھ کر چلی گئی ہوگی' میں ان شاء اللہ اگلی جمعرات کو تمہیں بنگالی عامل بابا کے پاس لے کر جانے والا ہوں وہ ہی تیرے اندر سمائی چڑیل کا خاتمہ کرے گا۔" توصیف نے پرعزم لہجے میں اطمینان سے کہا۔
"یار کیا ہو رہا ہے یہاں؟ تم دونوں اکیلے بیٹھے بھی جھگڑتے رہتے ہو؟" ولید اور عباس بھی وہیں چلے آئے تھے۔
"جھگڑ نہیں رہے اپنی اپنی قسمتوں پہ ماتم کر رہے ہیں یار ساڈی قسمت تے شروع توں ہی ماڑی اے اللہ نے پوتے ماڑے نصیب لکھے نے ساڈے۔" علی غمگین لہجے میں بولتے ہوئے پنجابی دیہاتی عورتوں کی طرح سر پکڑے بیٹھا تھا۔
"ہاں یار تیرے نصیب تو واقعی بہت ماڑے (برے) ہیں اللہ نے خوب صورت نوجوان گھبرو تو بنا دیا قد چھوٹا سے دیا اور اب وہی علی ہمارے درمیان چلتا پھرتا رہتا ہے اور اپنے نصیب کو روتا رہتا ہے' کیا ہوتا جو بے نصیبے کا قد تھوڑا اور بڑا ہو جاتا؟" ولید نے افسردگی کا اظہار کیا تھا اور علی کا دل چاہا اپنا صحت مند وجود لے کر ولید کے سینے پہ بیٹھ جائے اور اس کا دم نکال دے" آخر نازک سی تو جان تھی اس کی۔
"میرا صرف قد چھوٹا ہے نا اور تو تو ہے ہی چلتی پھرتی شلیدولہ پیر دی چوہی۔" علی نے بھی ادھار رکھنا گوارا نہیں کیا تھا اور ولید شلیدولہ پیر دی چوہی کہلائے جانے پہ بلبلا اٹھا تھا اس سے پہلے کہ وہاں کوئی جنگ وجدل کا سماں پیدا ہوتا وہاں جوجو چلی آئی۔
"حسی کہاں ہے؟" وہ سارے گروپ میں اسے نہ دیکھ کر تھوڑا متفکر ہوئی تھی۔
"یہ تو آپ کو پتا ہونا چاہیے۔" ضیغم تیزی سے بولا۔
"پتا تو ہے ویک اینڈ پہ گھر گیا ہوا تھا؟ میرا خیال تھا کہ آج آگیا ہوگا۔" جوجو بغیر نروس ہوئے بول رہی تھی۔
"آپ کا خیال درست ہے۔" ضیغم مسکرایا وہ کچھ سوچ رہا تھا۔
"اچھا؟ وہ آچکا ہے؟"

"جی ہاں آچکا ہے آپ کا ہی پوچھ رہا تھا۔"
"تو پھر کہاں ہے وہ؟" جوجو کو بے چینی ہونے لگی۔
"یو ایف سی۔" اس نے اطمینان سے جواب دیا۔
"او کے میں بھی وہیں چلتی ہوں۔" جوجو تیزی سے پلٹ گئی اور توصیف و تیمور نے یکدم ضیغم کو دیکھا۔
"یہ تم نے کیا کیا ہے؟" ان کی حیرت بجا تھی۔
"رنگ میں بھنگ ڈالا ہے۔" ضیغم شرارت سے مسکرایا۔
"رنگ میں بھنگ نہیں ڈالا بلکہ تم نے اپنی شامت بلوائی ہے اب جو وہ تمہارے رنگ میں بھنگ ڈالے گا نا؟ تم دیکھ کر دنگ رہ جاؤ گے اتنا سوچ لو ابھی سے۔" ولید نے اسے انفارم کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

رائنہ بہت ہی ریزرو قسم کی لڑکی تھی بہت زیادہ بولنا اور بے تکان بولنا اسے ہرگز پسند نہیں تھا نہ ہی اسے بات بات پہ ہنسنا اور قہقہے لگانا اچھا لگتا تھا اسے ہر اس شے سے چڑ تھی جو آج کل کے ہر لڑکے لڑکی میں موجود تھی۔ فون پہ گھنٹہ بھر دوستوں سے باتیں کرنا' لڑکے لڑکیوں کی فرینڈ شپ' ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینا اور بے حیائی کے نام پہ گھر والوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر عیاشی اور موج مستی کرنا اسے سخت زہر لگتا تھا وہ اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت کی پاسداری کرنے اور اپنی حدود میں رہنے والی لڑکی تھی اور جیسی وہ خود تھی دوسروں کو بھی ویسا ہی دیکھنا چاہتی تھی۔
یونیورسٹی میں پہلے ہی روز اس کی دوست بننے والی جوجو اسے واقعی پسند تو تھی مگر جوجو کی کچھ باتیں اسے ناپسند بھی تھیں وہ چاہتی تھی کہ جوجو بھی اسی کی طرح رہنا سہنا سیکھ جائے۔ مگر جوجو من موجی لڑکی تھی وہ وہی کرتی تھی جو اس کے دل میں آتا تھا اس کے دل میں آیا رائنہ سے دوستی کرلے اس نے کرلی اس کے دل میں آیا حسی سے دوستی کرلے اس نے وہ بھی کرلی۔ بس بات یہ تھی کہ وہ اپنے دل کو انکار نہیں کر سکتی تھی۔ جو دل چاہتا وہ کرتی تھی لیکن رائنہ کے پاس دل کے نہیں دماغ کے فیصلے ہوا کرتے تھے اور آج کل اس کا دماغ کہہ رہا تھا کہ جوجو حسی سے دوستی ختم کردے مگر وہ یہ بات جوجو سے کہہ نہیں پا رہی تھی۔ لیکن آج موقع مل ہی گیا تھا۔ رائنہ کی گاڑی سروس کے لیے گئی ہوئی تھی اس لیے اس نے جوجو سے کہہ دیا کہ مجھے پک کر لے اور جوجو حکم بجا لائی تھی۔ ٹھیک آٹھ بجے جوجو رائنہ کے گیٹ پہ ہارن دے رہی تھی۔
رائنہ پہلے سے تیار بیٹھی تھی فوراً باہر آگئی۔
"ماشاء اللہ آج تو بہت پیاری لگ رہی ہو کہاں کی تیاری ہے؟" رائنہ جوجو کو دیکھتے ہی پوچھ بیٹھی تھی۔
"آج بارہ اکتوبر ہے۔" جوجو ہلکے سے مسکرا کر بولی۔
"بارہ اکتوبر میں کیا خاص بات ہے؟" رائنہ کو بھلا کیا علم تھا۔
"بارہ اکتوبر میں ہی تو خاص بات ہے۔" جوجو کے چہرے پہ دلکشی تھی نرم گرم جذبات کی۔
"مجھے بھی تو پتا چلے؟" وہ الجھن سے بولی۔
"آج حسی کا برتھ ڈے ہے۔" جوجو سرشاری سے بول رہی تھی۔
"ہونہہ۔" رائنہ نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔
"حسی بہت اچھا ہے رائنہ۔" جوجو اپنی دھن میں کہہ رہی تھی۔
"ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی جوجو' میری ایک بات مانو گی؟" رائنہ نے اسکرین سے نظریں ہٹا کر جوجو کے چہرے پہ مرکوز کریں۔
"کیا بات؟" جوجو ونڈ اسکرین سے نظریں نہیں ہٹا سکتی تھی سامنے روڈ پہ اچھا خاصا رش تھا۔
"حسی سے دوستی ختم کردو۔" رائنہ نے بڑی تیزی سے کہہ دیا اور جوجو یکدم نظر ہٹا کر اسے دیکھنے پہ مجبور ہو گئی تھی۔
"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟"
"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہوں' جوجو وہ اچھا نہیں ہے وہ

http://paktunpalace.blogspot.com

فلرٹی ہے وہ کبھی تم سے وفا نہیں کرے گا۔" رائنہ نے سمجھانے کے لیے کہا۔

"وہ اچھا نہیں ہے" اس نے مجھے بتایا تھا' وہ فلرٹی ہے "اس نے یہ بھی بتایا تھا' وہ کبھی مجھ سے وفا نہیں کرے گا" یہ بھی وہ جتا تا ہی رہتا ہے۔" جوجو لاپروائی سے بولی۔

"پھر... پھر تم نے اس سے دوستی کیوں کر رکھی ہے۔" رائنہ کو اچنبھا ہوا تھا۔

"وہ مجھے اچھا لگتا ہے اس لیے۔" جوجو ہنوز لاپروا تھی۔

"ہر بری چیز تمہیں اچھی لگے گی تو تم اسے اپنا لوگی؟" وہ تعجب آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں اپنالوں گی کیونکہ وہ چیز کسی اور کو نہ سہی مجھے تو اچھی لگ رہی ہے نا؟" اس نے جواز پیش کیا۔

"یہ غلط ہے جوجو۔"

"اسی غلط میں میرے دل کی خوشی ہے رائنہ۔" جوجو اطمینان سے بولی۔

"وہ بھی تمہارے لیے ایسا ہی سوچتا ہے...؟"

"وہ میرے لیے کیا سوچتا ہے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"اس سارے قصے کا انجام کیا ہوگا؟" رائنہ کا تعجب برقرار تھا۔

"انجام تو صرف اوپر والا ہی جانتا ہے۔"

"لیکن اوپر والا یہ تو نہیں کہتا کہ جانتے بوجھتے اور کھلی آنکھوں سے سب دیکھتے ہوئے کسی گڑھے میں گر جاؤ۔"

"پلیز یار رائنہ کیا فلسفے کر بیٹھ گئی ہو چھوڑو صبح صبح کوئی اور بات کرو۔" جوجو کے دل و دماغ پہ حسی کی پرسنالٹی کا سحر چھایا ہوا تھا ایسی باتیں بھلا کب اچھی لگ سکتی تھیں اتنا گوارا ہی گزر رہی تھیں۔

"یہ بات چھوڑنے والی نہیں ہے' بہت اہم ہے' تمہیں خود سوچنا چاہیے' وہ لڑکا محض فلرٹ کر رہا ہے تمہیں ایسے دوست سے دور ہٹ جانا چاہیے کل کو تمہیں کوئی نقصان بھی ہو سکتا ہے۔" رائنہ انتہائی حد تک جا کر سوچ رہی تھی۔

"رائنہ حسی میرے ساتھ فلرٹ کر رہا ہے یا فراڈ میں اس... یہ دھیان نہیں رہتی' میں صرف یہ دیکھتی ہوں کہ حسی میرا دوست ہے اور میرے لیے بہت اہم ہے میں اسے کسی بھی صورت نہیں چھوڑ سکتی' تمہاری یہ بحث لا حاصل ہے گوریا... ایک بات اور حسی کردار کا ہلکا نہیں ہے' اپنے کردار کے لحاظ سے جتنی اچھی تم ہو اتنا ہی اچھا وہ بھی ہے وہ کبھی بھی لمٹ کراس نہیں کرتا۔" جوجو نے دو ٹوک کہتے ہوئے جیسے گفتگو سمیٹی تھی۔

"جو لگتا ہے اپنے حوالے سے اس نے تم لوگوں کو اچھا خاصا ٹرینڈ کر رکھا ہے؟" رائنہ طنزیہ بولی۔

"ٹرینڈ کرنا ہوتا تو وہ صرف لڑکیوں کو کرتا' بلکہ یہاں تو اس کے دوست (لڑکے) بھی اس کے گن گاتے ہیں تعریفیں کرتے ہیں اینڈ جسٹ فار یور کائنڈ انفارمیشن کہ آج تک اس نے خود سے کسی بھی لڑکی کی طرف قدم نہیں بڑھایا' لڑکیاں خود ہی اسے متوجہ کرتی ہیں اور اس سے فرینڈشپ کرنا چاہتی ہیں میں نے بھی خود ہی پہل قدمی کی تھی وہ میرے پاس مجھے پھنسانے نہیں آیا تھا۔ میں گئی تھی... میں خود۔" اس نے چبا چبا کر بتایا اور گیٹ کے باہر گاڑی پارک کر دی۔

جوجو کے اترنے سے پہلے ہی رائنہ اپنی سائیڈ کا ڈور کھول کر اتر گئی تھی جبکہ جوجو حسی کے لیے لایا جانے والا گفٹ اور پھولوں کا بکے اٹھا کر اندر آئی اور اے بلاک کی سمت بڑھ گئی۔

جہاں اس وقت حسی کی برتھ ڈے کی سیلیبریشن زوروں پہ تھی اس کے تمام دوستوں نے اچھی خاصی تیاری کر رکھی تھی اور وہ خود بھی بے حد وجیہہ اور ہینڈسم لگ رہا تھا بلیک جینز پہ بلیک ہاف سلیو شرٹ پہنی ہوئی تھی جس کے فرنٹ پہ بڑے بڑے حروف میں "ہینڈ بوائے" لکھا ہوا تھا آج بھی لڑکیوں کی نظریں بس اسی پہ مرکوز تھیں باوجود کوششوں کے نگاہ ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔ انعم' ہیلاڈ کیہ' پنکی' آمنہ اور جوجو والوں اس کے دائیں بائیں کھڑی تھیں۔ بھی اس کے لیے گفٹس بھی لائی تھیں۔ ضیغم' عباس اور آصف وغیرہ نے سیلیبریشن کے سارے انتظامات اور سارے اخراجات خود کیے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ الگ الگ کیک بھی لے کر آئے تھے مجمل پہ مختلف سائز کے تقریباً" چھ کیک سجے ہوئے تھے سیلیبریشن کا انتظام کینٹین میں کیا گیا تھا البتہ لنچ کا پروگرام UFC میں رکھا گیا تھا۔

UFC یونیورسٹی آف گجرات سے ملحقہ انتہائی خوبصورت' پرسکون اور صاف ستھرے ماحول کا ایک فاسٹ فوڈ کارنر تھا جہاں روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں اسٹوڈنٹس پیٹ پوجا کرنے اور ٹائم پاس کرنے کی غرض سے آتے تھے اس کے علاوہ اکثر اسٹوڈنٹ یہاں اپنی برتھ ڈے یا کوئی تہوار سیلیبریٹ کرتے ہوئے تھے کوئی اپنی انگیجمنٹ کا اور کوئی تعلیم میں کامیابی کا جشن منا رہا ہوتا تھا۔

اور آج بھی یہی حال تھا اس کے دوستوں کا پورا پورا جشن منانے کا ارادہ تھا انہوں نے تو دھوم مچا رکھی تھا یونیورسٹی کو علم ہو چکا تھا کہ آج آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ کے حسی علی کی آج برتھ ڈے ہے۔ مختلف ڈیپارٹمنٹس کے اسٹوڈنٹس بھی آتے جاتے اسے وش کر رہے تھے اس کے دوستوں نے ڈھنڈورا پیٹ کے رکھ دیا تھا حالانکہ وہ روک بھی رہا تھا مگر پروا بھلا کے تھی؟ وہ بھی ان کے ساتھ شامل یہ ہلا گلا انجوائے کرنے لگا۔ ان کی شرارتیں عروج پہ تھیں۔

☼ ☼ ☼

"کہاں ہو؟" اس نے ضیغم کو میسج سینڈ کیا۔

"بلاک کی بیک سائیڈ پہ۔" چند سیکنڈ بعد ریپلائے بھی آ گیا۔

"کیا کر رہا ہے؟" اس نے دوسرا میسج کیا۔

"کیا کر سکتا ہوں بھلا؟" دوسرا ریپلائے بھی فوراً آیا۔

"کرنے کو تو تم کچھ بھی کر سکتے ہو میرے یار' یہ بتا ساتھ کون ہے...؟" حسی نے شرارت بھرا میسج لکھا اور ساتھ ہی ایک سمائل کا آئی کون بھی ایڈ کر دیا۔

"تمہاری بھابھی۔" ضیغم نے دو آئی کون ایڈ کر کے بھیجے تھے آنکھ دبا کر مسکراتے ہوئے۔

"کون سے نمبر والی...؟" حسن کا میسج فوراً" پہنچا۔

"دوسرے نمبر والی' یعنی سونیا۔" ضیغم کا میسج پڑھ کر حسی کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی سونیا بہت ہی خوبصورت اور ناز نخروں والی لڑکی تھی اس کی یہ بری عادت تھی کہ وہ شکی بہت تھی۔

شروع شروع میں جب وہ اسلام آباد یونیورسٹی سے مائیگریٹ ہو کر گجرات آئی تو ضیغم اسے دیکھتے ہی فدا ہو گیا تھا وہ اتنے دن اس سے بات کرنے کے لیے آہیں بھرتا اور ترستا رہا تھا جب اس کی حسرت اس کا شوق دیکھتے ہوئے تمام دوستوں نے ایسی ایسی ترکیبیں لڑائیں کہ سونیا خود بہ خود ضیغم کی طرف مائل ہو گئی لیکن اس نے یہ شک ہمیشہ ساتھ رکھا کہ ضیغم کی پہلے بھی لڑکیوں کے ساتھ فرینڈ شپ رہ چکی ہے حالانکہ ضیغم نے ہزار صفائیاں دی تھیں اور ہزار انکار کیے تھے لیکن اب بھی اگر وہ کسی لڑکی کے ساتھ ہوتا تو سونیا اسے دیکھ کر فوراً" اودھر ادھر ہو جاتا تھا لیکن آج کہاں پتا تھا جب حسی نے حملہ کر دیا تھا۔ حسی نے سونیا کے نمبر پہ بس ایک ہی میسج لکھا تھا کہ۔

"ڈیئر سونیا' میٹھی میٹھی باتیں کرنے سے پہلے ضیغم کا موبائل چیک کرو اس کے موبائل کے ان باکس اور آؤٹ باکس میں موجود تمام میسجز پڑھو۔"

بس اتنی سی بات تھی آگ بھڑکی اور ضیغم کا تنکا تنکا (لفظ لفظ) جمع کر کے بنایا جانے والا آشیانہ جل کر راکھ ہو گیا۔ سونیا نے جب ضیغم کے آؤٹ باکس کے میسج میں۔ "دوسرے نمبر والی" پڑھا تو وہ کاٹ کھانے کو دوڑی تھی اس کا غیظ و غضب برا حال تھا اس کے بس میں ہوتا تو وہ خونخوار جنگلی بلیوں کی طرح اس پہ جھپٹ پڑتی لیکن وہ اتنے زیادہ لوگوں میں تماشا نہیں بنوانا چاہتی تھی سو ضیغم کا موبائل زمین پہ دے مارا اور وہاں سے چلتی بنی' ضیغم کو کچھ پتا نہیں تھا کہ آخر

http://paktumplace.blogspot.com

"ایسا کیوں ہوا ہے؟" لیکن جب اس نے مسکراہٹ روکتے حسی کو دیکھا تو سب سمجھ میں آگیا تھا۔

"ذلیل، کمینے، خبیث تم نے ایسا کیوں کیا؟" ضیغم مٹھیاں بھینچ کر چلایا۔

"رنگ میں بھنگ ڈالا ہے، بس اور تو کچھ نہیں کیا۔" حسی نے بے نیازی سے کہہ کر کندھے اچکائے اور ضیغم اس کے ڈائیلاگ سے جان گیا کہ اس نے اس روز والا بدلہ لیا ہے حالانکہ ضیغم کو توصیف وغیرہ نے ایسا کرنے سے منع بھی کیا تھا۔ اب وہ آٹھ آٹھ آنسو رو رہا تھا۔

"اب بس کر یار یہ مگرمچھ کے آنسو بند کر دے تجھے پتا تو تھا کہ حسی سے پنگا لینا آسان نہیں ہے۔" اس نے ضیغم کا کندھا تھپکا اتنے میں باقی بھی جمع ہو گئے اور جس جس کو ضیغم کی آپ بیتی کا پتا چلا وہ ہنسی اور شرارت کے پل باندھتے چلے گئے تھے۔

"یار بے شک میں نے مذاق کیا تھا لیکن اسے جوجو یا ایلا چھوڑ کر تو نہیں گئی تھیں نا؟ اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" وہ بلبلا رہا تھا حسی شریر ہوا۔

"دیکھ سیدھی سی بات ہے پیارے، میری فرینڈز کو بھی پتا ہے اس لیے مجھے چھوڑ کر نہیں جاتیں اور رہی بات تمہاری تو مجھے تو یہی لگتا ہے کہ تمہاری فرینڈز کو تم سے پیار نہیں ہے اسی لیے چھوڑ کر چلی جاتی ہیں ورنہ اور کوئی وجہ نہیں ہے۔"

"کسی کی تیسی تیرے پیار کی، تم نے میری سونیا بھگائی ہے میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔" ضیغم بالآخر اس پہ جھپٹ پڑا اور حسی یکدم اس کے شکنجے سے بچتے ہوئے بھاگ نکلا تھا اور یوں ہی بھاگتے ہوئے وہ سیڑھیوں تک پہنچ گئے تھے حسی نے ذرا سا مڑ کر اپنے پیچھے آتے ضیغم کو دیکھا اور نظر چوک گئی اگلے ہی پل ایک دہلا دینے والی زوردار چیخ فضا میں گونجی تھی اور وہ سامنے سے آنے والے اندھا دھند بھاگتے لڑکے سے ٹکرا کر سیڑھیوں سے گرتی چلی گئی تھی اور اس لڑکی کو اس بری طرح گرتے دیکھ کر حسی اور ضیغم خود بھی گھبرا گئے تھے دونوں لپک کر اس کے پاس پہنچے تھے۔

حسی نے فوراً بازو کا سہارا دے کر اسے سیدھا کیا تھا اور اس کا چہرہ دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ وہ رائنہ تھی جوجو کی فرینڈ۔ اس کے سر میں زیادہ گہری چوٹ آئی تھی اسی لیے خون بہہ رہا تھا۔

"ولید تم گاڑی نکالو۔" حسن نے عجلت میں سامنے کھڑے ولید کو ہی کام سونپا۔

"تم جوجو کا پتا کرو اسے بھی ساتھ لے آؤ۔" اس نے ضیغم کو کہا۔

"توصیف جلدی سے اس لڑکی کی ساری بکھری چیزیں اکٹھی کرو اور گاڑی میں آجاؤ۔" اس نے رائنہ کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور ایمرجنسی میں لے کر عزیز بھٹی ہسپتال آگئے۔ ان کے پیچھے جوجو اور باقی اسٹوڈنٹس بھی آگئے تھے۔ گورنمنٹ ہسپتال تھا اس لیے شک و شبہات کی بنا پر پوچھ گچھ شروع ہو گئی کہ کہیں یہ پولیس کیس نہ ہو۔ لہٰذا حسن نے اپنے ٹیچر سر خٹک کو کال کی اور ان کی گواہی اور سفارش پہ رائنہ کو ایڈمٹ کر لیا گیا تھا۔

ڈیڑھ گھنٹے بعد تھوڑا رش کم ہوا تو ڈاکٹرز بھی آگئے انہوں نے چند میڈیسن لکھ کر دی تھیں جو اسٹور سے لے کر دینی تھیں اس لیے حسن یہ کام کسی کو بھی دیے بغیر خود ہی گاڑی لے کر میڈیکل اسٹور چلا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ واپس آیا تو رائنہ کہیں بھی نہیں تھی۔

"کہاں ہے وہ؟" حسی کو پریشانی لاحق ہوئی۔

"اس کے گھر والے آئے تھے اسے یہاں سے ڈسچارج کروا کے کسی اور ہسپتال لے گئے ہیں، گورنمنٹ ہسپتال ان کے معیار کا نہیں تھا۔" ولید نے سنجیدگی سے بتایا۔

"حالانکہ وہ بھول رہے ہیں کہ ایسے ایمرجنسی کیس پرائیویٹ ہسپتالوں میں کم ہی ہینڈل کرتے ہیں ہر کوئی ایسے کیس کو گورنمنٹ ہسپتال بھیجتا ہے۔ اینی وے ان کی اپنی مرضی جو بھی چاہیں کریں ہمارا کام تھا فرض پورا کرنا سو ہم نے کر دیا۔" عباس نے لاپروائی سے کندھے جھٹکے لیکن حسی ہاتھ میں پکڑی

دوائیوں کا شاپر دیکھ رہا تھا۔ جو اب غیر ضروری تھا۔

✲ ✲ ✲

وہ تقریباً پانچ روز بعد یونیورسٹی آئی تو اس پہ پہلی نظر حسی کی ہی پڑی تھی وہ بے اختیار اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور ساری باتیں ترک کر کے اس کے قریب چلا گیا۔

"السلام علیکم! کیسی ہیں آپ؟" وہ اپنی وجہ سے کسی کو ملنے والی اتنی تکلیف پہ شرمندہ تھا۔ رائنہ اسے اپنے سامنے دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی۔

"تم؟" وہ چبا کر بولی۔

"ایم سوری مس رائنہ، میری وجہ سے آپ کو اتنی تکلیف اٹھانی پڑی۔ ہم لوگ آپ کی عیادت کے لیے ہسپتال آنا چاہتے تھے لیکن پھر یہ سوچ کر رک گئے کہ شاید آپ کے گھر والوں کو برا لگے، اینی وے آپ یہ بتائیں اب طبیعت کیسی ہے؟" حسی انتہائی شائستگی سے بول رہا تھا بہت ہی مہذب انداز میں اس کا حال چال پوچھ رہا تھا۔ کچھ دور بیٹھے اس کے دوست بھی رائنہ کے پاس کھڑے دیکھ رہے تھے۔

"میرا راستہ چھوڑو۔" رائنہ کا لہجہ سخت تھا۔

"میں نے آپ کی طبیعت پوچھی ہے، راستہ نہیں روکا۔"

"میری طبیعت سے تمہیں کیا مطلب؟" وہ بھی بلا کی غصیلی اور بدگمان لڑکی تھی۔

"آپ کی طبیعت سے مجھے یہ مطلب ہے کہ آپ کی طبیعت میری وجہ سے خراب ہوئی ہے۔"

"ہونہہ بڑا احساس ہے آپ کو؟" وہ پھنکاری۔

"بس جی اپنا تو دل ہی ایسا ہے۔" وہ سنجیدگی سے بات کرتے کرتے بھی اپنی شرارتی فطرت سے باز نہیں آیا تھا لیکن رائنہ پھٹ پڑی تھی۔

"شٹ اپ۔ جسٹ شٹ اپ، میں اچھی طرح جانتی ہوں لڑکیوں کو پھانسنے کے بہانے ہیں یہ سب۔ پہلے ان سے ٹکراتے ہو پھر عیادت کرتے ہو پھر ان سے سوری بولتے ہو صرف اور صرف اس لیے کہ بات آگے بڑھانے کا موقع مل سکے اگر کچھ کہنا ہوتا ہے تو سیدھے سیدھے لڑکیوں کو آفر کر دیا کرو، ان ڈائریکٹ بات کرنے کا کیا فائدہ؟ جو کہنا چاہتے ہو ڈائریکٹ بول دیا کرو۔" وہ انتہائی تلخی اور اہانت آمیز لہجے میں بول رہی تھی۔

"مس رائنہ حیدر مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کو پھانسنے کا اور نہ ہی آپ سے رابطہ بڑھانے کا، میرے سامنے آپ جیسی ہزاروں قطار باندھے کھڑی ہوتی ہیں اور میری ایک نظر کے لیے بھی ترستی ہیں، اگر آپ نہ ہوئیں تو کیا ہوگا؟ میرے چاہنے والوں میں کمی نہیں آجائے گی لیکن ایک بات میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اگر میں واقعی آپ کو پھانسنے کی کوشش کرتا تو یقیناً پھانس بھی لیتا۔ بس بات یہ ہے کہ میں نے کوشش ہی نہیں کی ورنہ آپ تو۔"

اس نے رائنہ کی ہمیشہ کی تحقیر آمیز نظروں اور باتوں کا حساب پل میں برابر کر دیا تھا وہ تو جیسے پاگل ہو اٹھی تھی۔

"ذلیل، کمینے، آوارہ، موقع پرست تم اور کر بھی کیا سکتے ہو؟ جیسے بدکردار خود ہو ویسا ہی دوسروں کو بھی سمجھتے ہو۔ میں تم سے بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں، مجھے اس راستے سے جانا بھی ناگوار گزرتا ہے جس راستے سے تم گزر جاتے ہو، وہ گری پڑی لڑکیاں اور ہوں گی جو تمہاری باتوں اور تمہارے جال میں آجاتی ہیں، ہزاروں لڑکیوں کے ساتھ چکر چلاتے ہو ان کے جسموں کے ساتھ کھیلتے ہو تمہیں گھن نہیں آتی اپنے آپ سے؟" وہ چیخ چیخ کر بول رہی تھی اور حسی کے دوستوں کے ساتھ ساتھ اور بھی اسٹوڈنٹس جمع ہو گئے تھے حسی کا چہرہ ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہو گیا تھا۔

"دیکھیے مس رائنہ آپ اس طرح سب کے سامنے انسلٹ کر رہی ہیں آپ کو کم از کم۔" توصیف یکدم آگے بڑھا اپنے دوست کی اتنی ہتک اور انسلٹ ان میں سے کسی کو بھی گوارا نہیں تھی۔

"توصیف رہنے دو بولنے دو ان کو جو بھی بولنا چاہتی

http://pakfunplace.blogspot.com

ہیں۔" حسی نے ہاتھ اٹھا کر توصیف کو خاموش کروایا۔
"ہونہہ تمہاری کوئی عزت ہوگی تو تمہیں انسلٹ کا احساس ہوگا نا؟ جس کی کوئی عزت ہی نہیں ہے اسے بے عزتی کی بھلا کیا خبر؟"
رائنہ کا آخری وار بڑا کاری تھا۔ حسی نے یکدم جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ آنکھوں میں برف اتر آئی تھی اتنی سرد نظروں سے دیکھا کہ رائنہ کی ریڑھ کی ہڈی جیسے کڑکڑا کے رہ گئی وہ چند قدموں کا فاصلہ قدموں سے سمیٹ کر رائنہ کے بے حد قریب آکھڑا ہوا تھا اک مجمع کی صورت کھڑے اسٹوڈنٹس ٹھٹک گئے کہ وہ کیا کرنے والا ہے؟
"رائنہ حیدر! میں عورت کی بہت عزت کرتا ہوں۔ لیکن جو عورت عزت کرنا نہیں جانتی وہ عزت کروانے کی حق دار بھی نہیں ہے۔ تم نے جو کرنا تھا کرلیا اب میرا انتظار کرو کہ میں کیا کرتا ہوں؟ میں بھی اپنا بدلہ نہیں چھوڑتا۔" اس لیے آج کے بعد ہمیشہ یاد رکھنا کہ حسن علی کا تمہاری طرف کافی حساب کتاب نکلتا ہے میں نے جب چاہا یہ حساب برابر کرلوں گا۔ جس تم ویٹ کرو اللہ حافظ۔" وہ سرگوشی نما آواز میں بولتا رائنہ کی بولتی بند کر گیا تھا اور باقی سب کھڑے دیکھتے رہ گئے تھے!

✡ ✡ ✡

"مبارک ہو رائنہ اریب کو جاب مل گئی ہے۔" وہ گھر میں داخل ہوئی تو مامانے اسے گڈ نیوز دینے کے لیے پہلے سے تیار بیٹھی تھیں۔
"جی؟" رائنہ خوشی سے اچھل پڑی تھی۔ آج یونیورسٹی میں کوئی فنکشن تھا اس لیے وہ لیٹ گھر آئی تھی اور اریب اس کا انتظار کر کر کے اپنے بیڈ روم میں چلا گیا تھا۔
"جی۔" مامانے چہک کر کہا۔
"جاب کہاں ملی؟" اسے تجسس ہوا۔
"بینک میں ایک انتہائی اچھی پوسٹ پر۔" ماما کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نیوز پہ صرف ماما ہی نہیں تمام گھر والے خوش تھے۔
"واؤ۔ مبارک ہو پھر تو۔" رائنہ نے بھی خوشی کا اظہار کیا تھا۔
"اریب بھائی کہاں ہیں؟" اس نے آگے پیچھے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"اپنے بیڈ روم میں۔"
"میں دیکھتی ہوں ان کو کہاں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں؟ نہ کوئی ٹریٹ نہ کوئی مٹھائی؟" وہ اپنا بیگ لاؤنج میں صوفے پہ ڈال کر سیڑھیاں چڑھ گئی۔ ان تینوں بہن بھائیوں کے بیڈ روم اوپر ہی تھے۔ البتہ ماما اور پاپا کے بیڈ روم نیچے ہی تھے۔ اس نے اریب بھائی کے بیڈ روم کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے دروازے پہ دستک دی تھی انہوں نے چند سیکنڈ کے توقف سے دروازہ کھولا ہی تھا کہ رائنہ بلند آواز سے چہکی۔
"مبارک ہو میری ٹریٹ کہاں ہے؟" اتنی جلد بازی پہ اریب پہلے تو حیران ہوا پھر یکدم ہنس پڑا تھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لے آیا تھا۔
"اندر تو بیٹھو آرام سے بات کرو اور پھر ٹریٹ کا مطالبہ کرو۔" اریب نے اسے لاکر اپنے بیڈ پہ بٹھا دیا تھا۔
"میں صرف مطالبہ ہی نہیں کروں گی بلکہ مطالبہ منواؤں گی بھی۔" اس نے پرزور لہجے میں کہا۔
"ارے یار منواؤ تو سہی کچھ جتن تو کرو۔" اریب اسے چھیڑ رہا تھا۔
"واٹ؟ میں اپنے بھائی سے ٹریٹ لینے کے لیے جتن کروں؟ یعنی خوشامد کروں آپ کی؟" رائنہ یکدم چیخ اٹھی اور اریب قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔
"اوکے بابا نہ کرو۔ لیکن یہ تو بتاؤ کیسی ٹریٹ لوگی؟" اریب نے ہتھیار ڈال دیے۔
"کیسی ٹریٹ؟ ہوں۔ یہ تو سوچنا پڑے گا۔" وہ پرسوچ انداز میں بولی اور پھر کوئی خیال آتے ہی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔
"سلور اسپون سے لنچ اور علمنا سینٹر سے شاپنگ، بس اتنی سی ٹریٹ لوں گی۔" اس نے بڑی آسانی سے کہہ کر کندھے اچکائے۔
"کیا؟ یہ سب اتنی سی ہے؟ علمنا سینٹر سے شاپنگ؟ جہاں چیزوں کے پرائز پانچ ہزار سے شروع ہوتے ہیں؟ اف میری جیب ابھی اتنی بھاری نہیں ہے۔" اریب نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔
"اوکے ہم علمنا سینٹر نہیں جاتے۔" "نہیں" چلے جاتے ہیں۔" رائنہ کی لاپروائی ہنوز تھی۔
"یعنی جنگل آگے اور کھائی پیچھے؟" اریب نے سر تھام لیا تھا رائنہ اپنی مسکراہٹ روکنے لگی۔
"مان لیں اریب بھائی ایک تو ماننا ہی پڑے گا ورنہ کوئی تیسرا شاپنگ پل نکل آئے گا۔" ماما مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی وہ ان کی گفتگو سن چکی تھیں۔
"ہاں یار تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو۔" اریب نے اثبات میں سر ہلایا اور رائنہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔
"تو پھر کل لنچ کا پروگرام پکا؟" اس نے تصدیق چاہی۔
"پکا۔" اریب نے مان لیا تھا اور پھر دونوں بہن بھائی ہنس پڑے تھے ان تینوں بہن بھائیوں میں بہت محبت تھی۔

✡ ✡ ✡

اس نے سکس سمسٹر میں پورے ڈیپارٹمنٹ میں ٹاپ کیا تھا اور یہ خوشی اس کے لیے اس کے گھر والوں کے لیے اور اس کے دوستوں کے لیے کچھ کم نہیں تھی اس بار ایگزامز کے دوران اس نے واقعی ٹاپ کرنے کا عزم کیا تھا اور پیچ کر بھی لیا تھا اور وہ لوگ یہی خوشی سیلیبریٹ کر رہے تھے اس کے دوستوں نے اس سے ٹریٹ مانگی تھی اور وہ اتنی بڑی خوشی ملنے پر ان کو انکار نہیں کرسکا تھا جو اور انیلا وغیرہ نے بھی زور دیا تھا انیلا کو UFC میں اور جو جو کو کینارا پہ ٹریٹ دے کر وہ فارغ ہو چکا تھا رہی آمنہ تو وہ تو تھی ہی درویش حسی اسے ٹریٹ نہ بھی دیتا تو گزارا ہو ہی جاتا۔ اس نے کون سا لڑائی جھگڑا کرنا تھا یا پھر اس سے خفا ہونا تھا البتہ سب سے بڑی اور مہنگی آسامی اس کے دوست ابھی رہ گئے تھے جن کو بھگتنا باقی تھا روز روز کی یاد دہانی اور طعنوں سے تنگ آکر اس نے انہیں انوائیٹ کر ہی لیا تھا اور اس وقت وہ اپنی کینگنی کے عروج پہ تھے انہوں نے ہوٹل میں بھی اودھم مچا رکھا تھا۔
"یار حسی مجھے یہ بتاؤ اتنی لڑکیوں کے ساتھ بزی رہ کر تھکتے نہیں ہے؟" توصیف مستی خیزی سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے بول رہا تھا۔
"حسن وہ بھی صنف نازک کا" حسن اتارتا ہے تھکاتا نہیں۔" یہ جواب عباس کی طرف سے آیا تھا جو خود بھی بے حد خوبصورت تھا اور ابھی تک ایک دو جگہ پہ ڈیٹنگ بھی کرچکا تھا وہ کشمیری فیملی سے تھا اس لیے خوبصورتی اسے ورثے میں ملی تھی۔
"لیکن یار تم میں تو بہت اسٹیمنا ہے۔ بھی کسی کے ساتھ، بھی کسی کے ساتھ اف ایک بار جو کے ساتھ ڈیٹ پہ جا رہے ہو دوسری بار انیلا کے ساتھ" تیسری بار عروش کے ساتھ کیسے ہینڈل کرلیتے ہو سب کو؟ وہ بھی ایک ہی دن میں؟" توصیف کا سوال اور حیرانی ہنوز اپنی جگہ قائم تھیں۔
"اور ان تمام فرینڈز کے ہوتے ہوئے ایگزامز میں ٹاپ بھی کرلیتے ہو واؤ امیزنگ۔" ہمیں بھی کچھ سیکرٹ بتاؤ۔" وہ واقعی حیران ہو رہے تھے۔
"دیکھیں جی ساری بات ہے پیار کی۔ میرا مطلب ہے کہ ساری بات ہے محنت کی لگن کی اور توجہ کی۔ میں ہمیشہ ہر کام محنت، لگن اور توجہ سے کرتا ہوں اس لیے میرے ہر کام کا رزلٹ بھی اچھا ہی آتا ہے۔"
"واہ کیا بات ہے" لیکن ہمیں یہ تو بتاؤ کہ لڑکیوں پہ کیا محنت کرتے ہو؟" ضیغم بے تاب ہو رہا تھا۔
"ہاسٹل میں میرے کمرے میں آنا پھر فرصت سے بیٹھ کر بتاؤں گا۔" اس کا انداز بھی شرارتی تھا۔
"ٹھیک ہے آجاؤں گا" لڑکیوں کو پٹانے کا فارمولا لینے کے لیے تو میں کہیں بھی جاسکتا ہوں۔" ضیغم آنکھ دبا کر بولا۔
"تو پھر آج ہی سینٹرل جیل چلے جاؤ وہاں ایسے بہت سے ہوں گے جو لڑکیوں کو پٹانے کے چکر میں خود پھٹ

http://paktunplace.blogspot.com

کر آگئے ہوں گے۔ تمہیں ان سے فارمولے مل جائیں گے۔" توصیف نے شبنم کو جھاڑ دیا تھا۔
"مجھے کسی اور کے نہیں بس اپنے حسی شہزادے کے فارمولے چاہئیں ایکدم کامیاب۔ تم نے عروش نہیں دیکھی۔ قسم سے یار کیا چیز ہے بالکل نیو 'زیرو میٹر' چمکتی دمکتی۔" شبنم نے حسی کی نئی دوست کی ایسے تعریف کی جیسے وہ لڑکی نہیں شوروم میں رکھی کوئی لیٹسٹ ماڈل کی گاڑی ہو۔
"تیری سیٹنگ کرواؤں عروش کے ساتھ؟" حسی نے حاتم طائی کی قبر پہ لات ماری۔
"ہیں؟ سچ؟ اللہ تجھے عرشاں دے رنگ لائے، تجھے سات سات پتر دیوے، تجھے خوش رکھے۔ میں مووی گیا تے میری قبر دی تینوں دعاواں دیوے گی۔" شبنم خوشی سے بزرگ بنا دعائیں دے رہا تھا اور یونہی چھیڑ چھاڑ کے دوران حسی کی نظر اس سے بڑی دائیں طرف والی ٹیبل پہ رائنہ حیدر بیٹھی ہوئی تھی۔ ساتھ ایک لڑکی اور ایک لڑکا بھی بیٹھے ہوئے تھے لگتا تھا وہ آپس میں بہن بھائی تھے کیونکہ نین نقوش سے اچھی خاصی شباہت محسوس ہو رہی تھی۔ رائنہ حیدر کو دیکھ کر حسی کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے اس کے چہرے پہ تناؤ پھیل گیا تھا لب بھینچ لیے تھے۔
وہ جب جب رائنہ کو دیکھتا تھا اسے اپنی تذلیل اور ہتک یاد آجاتی تھی اسے یاد تھا کہ اس نے رائنہ کا دیا ہوا قرض سود سمیت واپس بھی لوٹانا ہے۔ البتہ کب لوٹانا ہے یہ ابھی فیصلہ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ عام فلمی اور افسانوی ہیروز کی طرح ہیروئن سے انسلٹ کروانے اور اس سے تھپڑ کھانے کے بعد ہیروئن کو اغوا کروا کے کسی خفیہ جگہ پہ قید نہیں رکھ سکتا تھا اور نہ ہی وہ ہیروئن کی عزت پہ ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ نہ ہی اسے بدنام اور رسوا کر سکتا تھا کیونکہ اسے خود ہی یہ کام انتہائی چیپ لگتے تھے۔ وہ اگر کچھ کرنا چاہتا تھا تو بھی اپنے معیار کا! کچھ اس طریقے سے کہ رائنہ حیدر اس پہ لگائے جانے والے الزامات کے بدلے تھوڑا سبق سیکھ لیتی۔ وہ اسے صرف اتنا بتانا چاہتا تھا کہ وہ کریکٹر لیس ہے یا نہیں ہے!
"حسی کیا دیکھ رہے ہو۔" ولید نے اسے متوجہ کیا۔
"ہوں؟ کچھ نہیں؟"
"رائنہ حیدر کو دیکھ رہے تھے؟" ولید استفہامیہ دیکھنے لگا رائنہ وغیرہ وہاں سے اٹھ کر جا چکے تھے۔
"ہاں۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
"مجھے لگتا ہے وہ ہماری باتیں سن چکی ہے۔" علی کو فکر ہوئی۔
"سو وات؟" حسی نے سر جھٹکا۔
"خیر چھوڑو اس قصے کو اب ایسا کرو کہ دھماکہ فش آرڈر کرو۔" علی نے بات ہی ختم کردی۔
"ہاں جلدی سے آرڈر کرو علی کی توند خالی پڑی ہے پہلے جو کچھ کھایا ہے وہ کب کا ہضم ہو چکا ہے۔" توصیف نے دوبارہ سے نان سیریس ٹریک اپنا لیا تھا حسی زیادہ دیر تھوڑی دیر پہلے والے قصے اور ضبط میں نہیں رہ سکا تھا اسے بھی دوستوں کے ساتھ شریک ہونا پڑا۔

☆ ☆ ☆

زندگی کا شجر ہرے بھرے پتوں سے لدا پھندا تھا وقت کی رنگین بہاریں اور زرد خزائیں آتی گئیں اور گزرتی گئیں۔ ماہ و سال کی تیز دھوپ ہرے بھرے پتوں کو جھلسا کر بے جان کرتی رہی اور زندگی کے شجر سے ہر سال ایک پتا کم ہوتا رہا اور وقت گزرتا رہا۔
چار سال کیسے گزر گئے پتا ہی نہ چلا۔ وہ جب یونیورسٹی آئے ان کے پاس جوش تھا' اشتیاق تھا' تجسس تھا۔ کچھ دیکھنے کا' کچھ کرنے کا اور کچھ پانے کا۔ اور جب چار سال بعد وہ یونیورسٹی سے نکلے ان کے پاس ایک دوسرے سے دوستی تھی' چار سال کی ہنستی مسکراتی شوخ یادیں تھیں' اور ہاتھوں میں کامیابی کی ڈگریاں تھیں۔ یونیورسٹی آف گجرات کا ایک یادگار گروپ چھ لڑکوں پہ مشتمل تھا جو نہ تو اس یونیورسٹی کو بھول سکتے تھے اور نہ ہی یونیورسٹی ان کو بھول سکتی تھی انہوں نے صرف ہنسی مذاق اور شرارتوں میں ہی نہیں بلکہ تعلیمی میدان میں بھی ریکارڈ قائم کیے تھے۔ اکثر

ٹیچرز ان کو ہرفن مولا کہتے تھے کیونکہ ان کی شرارتوں سے ٹیچرز بھی محفوظ نہیں رہ سکے تھے ایک دو ناپسندیدہ ٹیچرز پہ تو انہوں نے بین بھی لگوا دیا تھا کیونکہ جو ٹیچر ان کو پسند نہیں تھا اس سے لیکچر لینا اور پڑھنا بھی انہیں منظور نہیں تھا کسی ٹیچر پہ بین لگوا کر اس سے ٹکر لینا بھی صرف انہی کی جرات تھی ورنہ کوئی اور ایسا ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔ اور جب وہ یونیورسٹی سے نکلے تو ان ناپسندیدہ ٹیچرز نے بھی ان کو خوب مس کیا تھا اور مس تو وہ ایک دوسرے کو بھی کر رہے تھے کیونکہ اب ان کے راستے بھی الگ الگ تھے اور منزلیں بھی۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا تھا وہ لوگ ترقی اور کامیابی کی منازل طے کرتے کہیں سے کہیں پہنچ گئے تھے اب بس اتنا تھا کہ وہ لوگ دور دور رہ کر بھی قریب تھے اک دوسرے سے رابطے میں رہتے تھے۔
حسی یونیورسٹی سے فارغ ہوتے ہی ہائر اسٹڈی کے لیے انگلینڈ چلا گیا تھا۔ لیکن وہاں جا کر اپنی اسٹڈی اور جاب میں بزی رہنے کے باوجود وہ اپنے دوستوں کو نہیں بھولا تھا وٹس ایپ' فیس بک پہ ان سب سے باری باری گپ شپ ہوتی رہتی تھی اسی لیے ان کی دوستی تازہ دم اور ہشاش بشاش تھی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ خود بھی ہشاش بشاش تھے۔ ایک دم فریش اور ایکٹیو۔

☆ ☆ ☆

"پاکستان آنے کا کوئی ارادہ بھی ہے یا نہیں؟" مما آج پھر سے خفا ہو رہی تھیں۔
"بالکل ارادہ بھی ہے اور نیت بھی۔" وہ اطمینان سے بولا۔
"تو پھر کب آرہے ہو؟"
"بس سب کچھ سمیٹتے ہوئے دو تین ماہ لگ جائیں گے۔"
"کیا دو تین ماہ؟" وہ حیران ہو گئیں۔
"ٹرائی ٹو انڈر اسٹینڈ مما! ایک جگہ سے ہر چیز ختم کر کے چل دینا اتنا آسان کام نہیں ہے۔" وہ انہیں سمجھا رہا تھا۔
"لیکن تمہیں یہ سارے کام دو تین ماہ میں نہیں بلکہ صرف ایک ماہ میں سمیٹنا ہوں گے۔" ان کا لہجہ دو ٹوک اور مضبوط تھا۔
"لیکن کیوں؟ ایسی کون سی آفت آگئی ہے؟"
"بدتمیز! آفت نہیں تمہارے بھائی کی شادی آگئی ہے۔ نومبر کی تو تاریخ فکس ہوئی ہے۔" انہوں نے اسے سرزنش کی۔
"کیا؟ ڈیٹ فکس ہو گئی ہے؟ اور آپ مجھے اب بتا رہی ہیں؟" اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔
"آج ہی فکس ہوئی ہے پاگل۔"
"ہوں اچھا۔"
"لیکن آپ لوگوں نے مجھے میری ہونے والی بھابھی کی تصویر نہیں دکھائی؟"
"میری جان یہ کام تمہارے حامد بھائی کا تھا اسے چاہیے تھا کہ وہ تمہیں اپنی ہونے والی بیوی کی تصویر دکھاتا مجھے بھلا کمپیوٹر سسٹم کا کیا پتا؟" عاصمہ بیگم خفگی سے بولیں۔
"ہوں! میں بات کروں گا ان سے۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔
"اب بات کرنے کا کیا فائدہ؟ اب تم اپنی بھابھی کو ڈائریکٹ فیس ٹو فیس دیکھ لینا دن ہی بھلا کتنے رہ گئے ہیں۔"
"ہاں! یہ بھی ٹھیک کہا آپ نے' ویسے اس وقت دولہا صاحب کہاں ہیں؟" اس کے موڈ میں شرارت مچل گئی تھی۔
"وہ سب نیچے ڈرائنگ روم میں بیٹھے شادی کے کارڈز کا ڈیزائن پسند کر رہے ہیں۔"
"ماشاء اللہ بڑے پھرتیلے ثابت ہو رہے ہیں دولہا صاحب؟" اس نے اپنے بڑے بھائی کا مذاق اڑایا۔
"میری جان ایسے کاموں میں ہر کوئی پھرتیلا ہو ہی جاتا ہے۔ مجھے آج تمہاری شادی کا قصہ چھیڑنے دو تم اس سے بھی زیادہ پھرتیلے ہو جاؤ گے' شادی کے معاملے میں تو تمہارے پاپا نے بھی بہت پھرتیلا پن دکھایا تھا۔" عاصمہ بیگم نے بیٹوں کو لپیٹ میں لیتے

http://pakfunplace.blogspot.com

لیتے شوہر کو بھی بات میں لپیٹ لیا تھا جس پہ حسی ایک زوردار قہقہہ لگا کے ہنسا تھا۔

"اچھا کیا تھا انہوں نے ورنہ ہمیں اس دنیا میں آنے میں دیر ہو جاتی۔" وہ باپ کا طرف دار بنا۔

"اب اسی لیے تو تم دونوں بھائیوں کو شادی کا کہہ رہی ہوں تاکہ میرے پوتے پوتیوں کو آنے میں دیر نہ ہو۔"

"ہاں ہاں میں جانتا ہوں پوتے پوتیوں کی آڑ میں آپ ہمیں زنجیر پہنانا چاہتی ہیں۔"

"تمہارے جیسے بدمعاش کو زنجیر نہ پہناؤں تو اور کیا کروں؟"

"ارے نہیں، نہیں ماما ابھی ایسی غلطی مت کیجیے گا ابھی میں بغیر زنجیروں کو آزاد اڑنا چاہتا ہوں۔" اس نے سختی سے منع کیا۔

"آخر کب تک؟"

"یہ تو مجھے بھی نہیں پتا کہ کب تک؟ بہرحال میں ابھی ایسے ہی فٹ ہوں، ابھی سے میرڈ لائف کی ذمہ داریوں میں پڑ کر میں اپنی لائف کا سنہرا دورانیہ ڈسٹرب نہیں کر سکتا۔"

"اف ایک تو یہ آج کل کے لڑکے لڑکیوں کو پتہ نہیں کیوں میرڈ لائف ایک بوجھ لگتی ہے 'اتنے کاہل اور کام چور ہیں کہ ذمہ داریوں سے بھاگتے ہیں۔" عاصمہ بیگم کو کوفت ہوئی تھی۔

"اب پاپا جیسی جلدی بازی سے تو ہم باز آئے۔" اس نے شرارت سے کہہ کر ماں کو چھیڑا۔

"تمہیں ابھی اپنی پسند کی ملی نہیں ورنہ تم بھی یہ جلد بازی دکھانے سے باز نہ آتے۔" ان کا جواب بھی سولہ آنے سچ تھا حسی نے ہنستے ہوئے تسلیم بھی کر لیا تھا اور پھر چند اور باتوں کے بعد فون بند کر دیا اس کی جاب کا ٹائم ہو رہا تھا وہ نکلنے کی تیاری کرنے لگا۔

☼ ☼ ☼

اس نے کافی بھاگ دوڑ کی تھی کہ اس کی اکتوبر کی لاسٹ ڈیٹس میں سیٹ کنفرم ہو جائے لیکن اتنی جلدی ایسا ممکن نہیں ہو سکا تھا اور سر توڑ کوشش کے بعد اللہ اللہ کر کے اس کی فرسٹ نومبر کے لیے سیٹ کنفرم ہو گئی تھی اور اس کے لیے یہ بھی غنیمت تھا کہ شادی سے آٹھ دن پہلے وہ پاکستان پہنچ جائے گا۔ اور واقعی یکم نومبر کو اس نے چار سال بعد اپنے گھر میں قدم رنجہ فرمایا تھا افضل صاحب اور عاصمہ بیگم اپنے لاڈلے چہیتے بیٹے سے مل کر بے انتہا خوش تھے چار سالوں میں اس کی شخصیت بے انتہا نکھر گئی تھی وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت اور ہینڈسم لگنے لگا تھا اس کی شاندار پرسنالٹی میں ایک متاثر کن ٹھہراؤ تھا اس پہ نظر نہیں ٹھہر رہی تھی ایسے میں عاصمہ بیگم روایتی ماؤں کی طرح اس کی نظر اتارنے سے باز نہیں آئی تھیں انہوں نے فوراً نظر اتارنے کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی دیا تھا۔

"بھئی ایسے لاڈ اپنی تو بھگت ہماری بھی کر لیا کریں۔" چاند بھائی ماں کے انداز اطوار دیکھ کر رہ نہ سکے۔

"اتنے عرصے سے تمہاری تو بھگت ہی تو کر رہی ہوں۔ وہ تو اتنے سالوں بعد نظر آیا ہے۔" عاصمہ بیگم نے بڑے بیٹے کو خفگی سے گھورا۔

"ہوں۔ یعنی گھر سے دور رہنے والے کی قدر ہوتی ہے؟ لو کے آئندہ ہم بھی کہیں پردیس جانے کا پروگرام بنا لیتے ہیں۔" چاند بھائی نے پرسوچ انداز سے کہا۔

"اب ہنی مون کا پروگرام بنائیے بھائی صاحب، آٹھ دن بعد شادی ہے، پردیس ہی جانا تھا تو پہلے سوچتے۔" حسی نے دلچسپ مسکراہٹ چہرے پہ سجاتے ہوئے ان کو چھیڑا۔

"چلو اب تو سوچ لیا ہے نا؟ گھر پہ کسی اور کو نہ سہی کم از کم بیوی کو تو انتظار ہوا کرے گا نا؟" چاند بھائی نے افسردگی سے کہا۔

"بس بس زیادہ مظلوم بننے کی کوشش نہ کرو اب تم ہمیں یہ بتا رہے ہو کہ ہمیں تمہارا انتظار ہی نہیں ہوتا؟" عاصمہ بیگم کڑے تیوروں سے اس کی طرف متوجہ ہوئیں اور وہ بھی یکدم دل کھول کر ہنس پڑے

تھے۔

اور آج تو ہمیشہ سنجیدہ اور ریزرو موڈ میں رہنے والے چاند بھائی کا موڈ بھی خاصا خوشگوار، فریش اور شرارتی ہو رہا تھا اور ان کا ایسا موڈ بھی کبھار ہی ہوتا تھا لیکن جب ہوتا تھا تب پورے گھر والے خوش ہوتے تھے کہ چلو کچھ دیر کے لیے ہی سہی وہ اپنی سنجیدگی سے باہر تو آئے۔

"بھابھی کیسی ہیں؟" حسی نے اپنے برابر بیٹھے چاند بھائی کی طرف جھکتے ہوئے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

"خوبصورت ہے۔" وہ بھی سرگوشی نما آواز میں بولے۔

"میں نے یہ تو نہیں پوچھا۔" حسی نے انہیں نروس کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی وہ خجل ہو گئے تھے۔

"لیکن میں تو وہی بتاؤں گا نا جو آج کل مجھے ہر طرف نظر آ رہا ہے۔ بس اس کی خوبصورتی اور وہ خود۔" انہوں نے بھی بات بدلتے ہوئے بات کو سنبھال لیا تھا۔

"کنٹیکٹ ہوتا ہے؟"

"نہیں یار وہ پسند نہیں کرتی۔"

"میں بھابھی کے لیے گفٹس لایا ہوں۔"

"سنبھال کے رکھو شادی کے دن دینا۔"

"میں بھابھی کو دیکھوں گا کب؟"

"دیکھنے کو تو تم آج بھی دیکھ سکتے ہو کل بھی دیکھ سکتے ہو لیکن یار تم اتنے لمبے سفر سے تھکے ہوئے آئے ہو ریسٹ کرو بعد میں مل لینا۔" چاند بھائی نے اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

"تو پھر کب ملوں گا؟ میں نے ہونے والی بھابھی کو دیکھ کر اسے پاس بھی تو کرنا ہے؟" حسی کو بھابھی دیکھنے کا اشتیاق ہو رہا تھا۔

"تو تصویریں دیکھ لو میرے بیڈ روم میں رکھی ہیں۔"

"اب تصویریں دیکھنے کا کیا فائدہ اب تو میں ان کو فیس ٹو فیس دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"ارے یار تو پھر صبر کرو اور سات تاریخ کا انتظار کرو، سات تاریخ کو نکاح اور مایوں کی رسم ہے۔ ایک ساتھ چلیں گے۔" چاند بھائی نے اس کا کندھا تھپکا۔

"رخصتی سے دو دن پہلے نکاح؟" حسی کو حیرت ہوئی۔

"ہاں ان لوگوں میں رسم ہوتی ہے مایوں کے وقت نکاح ہوتا ہے اور پھر لڑکی مایوں کا پیلا جوڑا پہنتی ہے اور اسے تیل لگایا جاتا ہے اور مایوں کا سارا ساز و سامان لڑکے کے گھر سے ہی بھیجا جاتا ہے۔" انہوں نے تفصیل بتائی۔ "ہوں۔" وہ ہونٹ سکیڑ کر رہ گیا تھا۔

"حسی! تم سے ضیغم ملنے آیا ہے۔" عاصمہ بیگم نے اطلاع دی۔

"ضیغم؟" وہ یکدم اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا اس نے اپنے کسی بھی دوست کو پاکستان آنے کا نہیں بتایا تھا وہ سب کو سرپرائز دینا چاہتا تھا لیکن ضیغم نجانے کیسے اسے کھوجتا ہوا چلا آیا تھا۔ وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر باہر آیا اور گھر کی ایک سائیڈ میں بنے وسیع و عریض مہمان خانے میں آ گیا تھا۔

"ضیغی" اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے پرجوش لہجے میں پکارا ضیغم بھی اسے دیکھ کر یکدم کھڑا ہو گیا تھا۔

"کمینے ذلیل بتا کر کیوں نہیں آئے؟" ضیغم کے گلے شکوے اور اس کی وضاحتیں شروع ہو چکی تھیں۔

☼ ☼ ☼

پانچ دن کیسے گزرے؟ پتا ہی نہ چلا۔۔۔ نکاح اور مایوں کا دن بھی آن پہنچا تھا، دلہن گجرات کی رہنے والی تھی اس لیے انہیں بارات لے کر اور باقی تمام رسمیں ادا کرنے کے لیے بھی گجرات ہی جانا تھا لاہور سے گجرات کا ڈھائی تین گھنٹے کا سفر تھا اور اسی طویل سفر کے پیش نظر ان لوگوں نے لڑکی والوں سے کہا بھی تھا کہ ساری ارینج منٹ لاہور کے کسی میرج ہال میں رکھ لیتے ہیں لیکن وہ لوگ نہیں مانے تھے اور پھر عاصمہ بیگم نے بھی زیادہ زور نہیں دیا تھا۔ لیکن خود ان لوگوں

http://pakfunplace.blogspot.com

کو آنے جانے میں خاصی دقت ہو رہی تھی پہلے تین گھنٹے کا سفر کرکے آنا اور پھر جانا' کچھ کم تو نہیں تھا۔ لیکن حسی اس کام کے لیے بھی پیش پیش تھا۔

"تم پیچھے ہٹو میں خود ڈرائیو کروں گا۔" اس نے چاند بھائی کی گاڑی ڈرائیو کرنے کے لیے تیار ڈرائیور کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی' بلیک کلر کی چمکتی دمکتی بی ایم ڈبلیو پہ سرخ ربن بندھا ہوا تھا یہ ربن گاڑی کے انجن' اسکرین اور چھت سے پیچھے تک بندھا ہوا تھا آج ہلکا پھلکا فنکشن تھا اس لیے گاڑی کی ڈیکوریشن بھی ہلکی پھلکی کروائی تھی صرف ایک ربن پہ مشتمل تھی۔

"لگتا ہے تمہیں گجرات جانا بڑا اچھا لگ رہا ہے؟" چاند بھائی نے خوش خوش ڈرائیونگ کرتے حسی سے پوچھا۔

"ہاں! میں واقعی بہت خوش ہوں گجرات شہر میرے لیے حقیقتاً بہت اہم ہے' میں نے زندگی کے چار سال اس شہر میں گزارے ہیں اور یہ چار سال میرے لیے بہت یادگار اور قیمتی ہیں۔" اس نے سچائی سے جواب دیا۔

"کیا ہوتا اگر تم مستقل ہی گجرات آنا جانا لگا لیتے۔" انہوں نے چھیڑا۔

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے کہ اپنے لیے کوئی لڑکی پسند کرکے شادی ہی کر لیتے۔"

"!!!!! کیا خوب کہی آپ نے بھی۔ یعنی میں جہاں رہوں گا وہیں شادی کرلوں گا' چار سال تو میں انگلینڈ میں بھی گزار کر آ رہا ہوں کیا وہاں بھی کسی کو پسند کرکے شادی کر لیتا؟" اس نے ان کو لاجواب کر دیا۔

"بہرحال ابھی تو آپ کا گجرات آنا جانا لگا ہوا ہے نا؟ ہماری یادیں بھی تازہ ہوتی رہیں گی۔" ان دونوں بھائیوں کا سفر ہنسی مذاق اور فل والیوم کے میوزک میں گزر رہا تھا۔

"آپ مجھے گائیڈ کرتے رہیں' کس طرف جانا ہے۔" اس نے گجرات کی حدود میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"گاڑی سروس موڑ سے رحمان شہید روڈ پہ ڈالو اور پھر ماڈل ٹاؤن کی طرف ٹرن لے لینا۔" چاند بھائی نے راستہ سمجھایا۔

"ماڈل ٹاؤن؟" حسی کو ماڈل ٹاؤن کے تمام راستوں کا پہلے سے علم تھا اس لیے اب گائیڈنس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

"ہاں۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

☆ ☆ ☆

حسی کا ذہن پچھلے دس منٹ سے مسلسل الجھا ہوا تھا وہ ہر طرف بڑے غور سے دیکھ رہا تھا' کھوج رہا تھا۔ کیونکہ اس کی یادداشت کی مٹھی سے ایک منظر نکل کر سامنے آ رہا تھا اور اس منظر میں وہ اپنی فرینڈ جوجو کو ماڈل ٹاؤن کے ایک بنگلے کے سامنے ڈراپ کر رہا تھا۔ اور آج بنگلہ بھی وہی تھی۔ ماڈل ٹاؤن بھی وہی تھا' ڈرائیونگ سیٹ پہ بھی وہی تھا لیکن بائیں طرف فرنٹ سیٹ کا منظر بدلا ہوا تھا وہاں جوجو کی بجائے چاند بھائی براجمان تھے۔ اور اس کے ساتھ گیٹ کا منظر بھی کچھ اور ہی کہہ رہا تھا۔ اس روز اس کی سب سے بڑی حریف رائنہ حیدر' جوجو کو ریسیو کرنے کے لیے کھڑی تھی اور آج اسی گیٹ پہ کافی زیادہ لڑکیاں بنک سک سے تیار خوشبو میں بھیگی پھولوں کی پتیاں لیے ان کے استقبال کے لیے کھڑی تھیں!

"ہوسکتا ہے رائنہ وغیرہ نے یہ بنگلہ بیچ دیا ہو؟ ہوسکتا ہے وہ لوگ شفٹ کر گئے ہوں؟ یا پھر ہوسکتا ہے کہ مجھے ہی غلط فہمی ہو رہی ہو؟" اس نے خود ہی اندازے لگانے شروع کر دیئے۔

"لیکن یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ چاند بھائی کی شادی رائنہ کے ساتھ ہی ہو رہی ہو؟" اس نے ایک اور قیاس آرائی کی اور پھر خود ہی خفگی سے سر جھٹک دیا۔

"نہیں نہیں بھلا کیسے ہوسکتا ہے؟" اس نے اپنے ذہن کی دلیل جھٹلا دی۔

"ہو بھی سکتا ہے۔" ذہن پھر بھی باز نہ آیا۔

"لیکن بھابھی کا نام تو..." اس نے نام سوچنے کی کوشش کی لیکن اس کے حافظے میں اپنی ہونے والی بھابھی کا نام کہیں بھی نہیں تھا۔

"تو کیا مجھے اپنی بھابھی کے نام کا ہی نہیں پتا؟" وہ گاڑی سے اترا تو انہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔

"چاند بھائی سے پوچھ لو۔" ذہن نے اکسایا۔

"میں اس وقت میں ان سے نام پوچھوں؟ جب وہ اپنے سسرالیوں میں گھرے ہوئے ہیں؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"حسی کیا بات ہے اتنے سست کیوں پڑ گئے ہو؟ آگے بڑھو نا۔" عاصمہ بیگم نے اسے خفگی سے دیکھا اور چاند بھائی کے ساتھ کھڑا کیا۔

وہ دونوں بھائی اکٹھے اندر داخل ہوئے ان پہ پھولوں کی برسات شروع ہو گئی ان کو ویلکم کرنے کے لیے باقاعدہ بینڈ بلوایا گیا تھا پھولوں کی چھاؤں اور بینڈ کی سلامی میں وہ لوگ ریڈ کارپٹ پہ چلتے ہوئے بڑے سے سجے ہوئے لان میں بنے اسٹیج کی طرف آگئے۔ چاند بھائی کے تمام سسرالی باری باری ان سب سے ملنے کے لیے آنے لگے حسی باری باری سب کے چہرے بغور دیکھ رہا تھا شاید کوئی جانا پہچانا چہرا نظر آجائے۔ اور پھر ایک چہرے پہ آکر وہ ذرا سا ٹھٹکا۔ وہ چہرا اریب بھائی کا تھا!

"یہ میرا بڑا بیٹا ہے اریب اور یہ اس کی بیوی ہے ایمن۔" شائستہ بیگم نے حسی سے تعارف کروایا وہ جانتی تھیں کہ چاند کا چھوٹا بھائی چند دن پہلے ہی انگلینڈ سے آیا ہے اسی لیے سب سے انجان ہے۔

"السلام علیکم۔" اس نے اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا تھا۔

"آپ کی بڑی تعریف سنی تھی' چاند صاحب جب بھی بات کرتے ہیں اس بات میں آپ کا ذکر ضرور ہوتا ہے۔" اریب نے مسکرا کر کہا جس پہ حسی بھی مسکرا اٹھا اور اک نظر چاند بھائی کو دیکھا جو اسٹیج کے صوفے پہ کافی شاہانہ انداز میں براجمان تھے۔

"دیکھیں جی ساری بات ہے پیار کی۔ وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں تو میرا ہی ذکر کرتے ہیں' ورنہ مجھ میں ایسی کوئی خوبی نہیں ہے۔" اس نے انکساری سے کہا۔

"آپ ایسی بات بھی نہیں ہے آپ کی خوبیاں تو ہم آپ کے گھر والوں سے سنتے رہتے ہیں' کافی ذہین اور ہیں آپ۔" اریب نے اسے توصیفی نظروں سے دیکھا۔

"یہ بھی میرے گھر والوں کی اور آپ کی نوازش ہے کہ آپ لوگ مجھے ٹیلنٹڈ اور ذہین سمجھتے ہیں۔" وہ کافی شائستگی سے بات کر رہا تھا۔

"بیٹا آپ لوگوں کی گفتگو تو میرا خیال ہے کہ زیادہ دیر تک چلے گی ابھی ہمیں نکاح کی رسم تو ادا کر لینے دیجیے۔" عاصمہ بیگم اور شائستہ بیگم نے اپنے بیٹوں کو اسٹیج سے ہٹنے کا کہا اور وہ واقعی اسٹیج سے اتر گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد نکاح کی رسم ادا ہوئی تو مبارک سلامت کا شور اٹھا تھا اور سب کا منہ میٹھا کرایا جانے لگا۔ حسی اریب کو دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر الجھ رہا تھا کہ اس نے اسی آدمی کو ایک بار رائنہ کے ساتھ سلور سیون ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا اور وہ لوگ یقیناً "بہن بھائی ہی تھے" لیکن اگر وہ بہن بھائی تھے تو پھر اس وقت رائنہ کہاں تھی؟ اور یہی تجسس اسے عاصمہ بیگم اور چاند بھائی کے پاس لے آیا تھا۔

"میں بھابھی سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"تھوڑی دیر بعد مل لینا اسے تیل لگنے والا ہے باہوں تک۔"

"میں کچھ نہیں جانتا' پہلے ہی آپ نے مجھے کچھ نہیں بتایا' نہ بھابھی کا نام' نہ بھابھی کی تصویر اور نہ ہی ان کی فیملی کے متعلق کچھ بتایا ہے' میں ابھی ان سے ملنا چاہتا ہوں بس۔" اس کا دو ٹوک اور ہٹ دھرم لہجہ عود کر آیا تھا عاصمہ بیگم اور چاند بھائی دونوں ٹھٹک کے اس کی خفگی اس کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔ وہ دونوں ہی ہنس دیئے۔

"سنیے شائستہ بہن۔" عاصمہ بیگم نے سمدھن کو آواز دی۔

"جی کہیے۔" وہ فوراً قریب چلی آئیں۔

http://paktunplace.blogspot.com

"حسن اپنی بھابھی سے ملنا چاہتا ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں کیوں نہیں، آؤ بیٹا میرے ساتھ آؤ۔" انہوں نے فوراً اسے چلنے کا کہا اور وہ سر ہلا کر سعادت مندی سے ان کے ساتھ چل دیا اور وہ اسے ساتھ لے کر اوپر بیڈ روم میں آ گئیں جہاں ماہوں کی دلہن تیار ہو رہی تھی۔ دروازے پہ دستک دے کر اندر جھانکا۔ دلہن کو دوپٹہ اوڑھایا جا رہا تھا۔ بیوٹیشن اس کے دوپٹے کو پنیں لگا کر سیٹ کر رہی تھی۔

"ہم اندر آ سکتے ہیں؟" شائستہ بیگم نے مسکرا کر پوچھا۔

"مام آ جائیے نا۔" وہ رو نہ سکی بیوٹیشن اس کی جلد بازی پہ ہنس پڑی۔

"میں اکیلی نہیں ہوں تمہارا ایک بڑا پیارا سا رشتہ بھی میرے ساتھ ہے تمہارا اکلوتا لاڈلا دیور۔" انہوں نے اپنے پیچھے حسن کو بھی اندر آنے کا کہا اور حسن اندر داخل ہوتے ہوئے سامنے بیٹھی اپنی بھابھی کو دیکھتا رہ گیا اس کے اندر پہنچ دل عجیب سی بے چینی کو قرار آ گیا تھا ہم ہوتے سنبھل گئے تھے۔

"بیٹا یہ ہے تمہاری بھابھی ماہم۔ اور ماہم یہ تمہارا چھوٹا دیور ہے۔ حسن علی۔" انہوں نے تعارف کروایا۔

"السلام علیکم۔" حسن نے سلام کرتے ہوئے ذرا سا سر خم کیا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹھیے نا۔" ماہم بے اختیار کھڑی ہو گئی۔

"ارے نہیں نہیں بھابھی آپ بیٹھیے، آپ کھڑی کیوں ہو گئیں۔" اس نے آخر کہا اسے بیٹھنے کا کہا۔

"تم دونوں بیٹھو میں نیچے مہمانوں کو دیکھ لوں۔" شائستہ بیگم جانے کے لیے پلٹیں لیکن باہر نکلتے ہوئے وہ یکدم کسی سے ٹکرا گئی تھیں۔

"اف مام۔" وہ یکدم اپنی ناک دباتے ہوئے کراہی۔

"تم اب آ رہی ہو؟" شائستہ بیگم بھی سنبھلتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔

"سوری مام میں لیٹ ہو گئی تھی پارلر میں ارتباش تھا جلدی کرتے کرتے بھی دیر ہو گئی میں نے بیوٹیشن سے کہا بھی تھا کہ مجھے جلدی فارغ کرے ہم نے آپی کے سسرالیوں کو ویلکم کرنا ہے چاند صاحب کی ایک ہی تو سالی ہے وہ بھی استقبال میں شامل نہ ہوئی تو وہ نہ جانے کیا سمجھیں گے۔" رائمہ نے وضاحت دینی شروع کر دی تھی۔

"او کے او کے یہ تفصیل بعد میں سنانا پہلے سب کے ساتھ مل کر ماہم کو لے کر نیچے آؤ۔"

"او کے آ رہی ہوں۔" اس نے فوراً ہامی بھری اور پیچھے ہٹ کے ان کو راستہ دیا لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی اس گھر کی دیواریں اس کی نظروں میں چکرا گئیں۔ ماہم جس شخص کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی وہ شخص رائمہ کو بھولا ہوا تو نہیں تھا جب جب یونیورسٹی کی باتیں اور قصے یاد آتے جب جب جو جو یاد آتی تھی وہ بھی تو ساتھ ہی یاد آتا تھا اور ابھی بھی بہار کی یادوں نے اس کا چہرہ بھولنے تو نہیں دیا تھا کہ وہ اتنے سالوں بعد دیکھنے پہ اسے پہچان نہ پاتی۔

بے شک وہ پہلے سے زیادہ صحت مند ہو گیا تھا اس کی سفید رنگت اور بھی نکھر گئی تھی۔ جینز شرٹ کی بجائے بلیک ٹو پیس میں ملبوس تھا۔ ہیئر اسٹائل بدل گیا تھا گفتگو میں ٹھہراؤ آ گیا تھا لیکن اس کے لیے تو وہ آج بھی وہی حسن تھا فلرٹی اور کریکٹرلیس۔ جس کی رائمہ حیدر نے یونیورسٹی کے بیچوں بیچ انسلٹ کی تھی۔ اور اس کے ری ایکشن کے لیے وہ اتنا عرصہ اس کے دن منتظر رہی تھی کہ وہ اب کیا وار کرتا ہے؟ مگر اس نے ایسا ویسا کچھ بھی نہیں کیا تھا یہاں تک کہ یونیورسٹی پیریڈ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا تھا۔

"رائمہ ٹھہر کیوں گئی ہو؟ آؤ ان سے ملو یہ تمہارے چاند بھائی کے چھوٹے بھائی ہیں۔" ماہم نے تعارف کرواتے ہوئے رائمہ کی اور بھی کمر توڑ کے رکھ دی تھی۔ اور رائمہ کی ایسی حالت کہ منہ سے سلام کا لفظ بھی نہ نکل سکی۔

"اور حسن یہ میری چھوٹی بہن ہے رائمہ۔" ماہم نے دلہن ہونے کے باوجود چپ کر کے بیٹھنا مناسب نہ سمجھا اور دونوں کا تعارف کروا دیا۔

"السلام علیکم۔" حسن نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور انتہائی نارمل سے انداز میں سلام کیا تھا۔

"و... وعلیکم السلام۔" رائمہ نے چونک کر جواب دیا۔

"اچھا بھابھی میں بھی نیچے چلتا ہوں آپ آرام سے آ جائیے گا۔ بھائی ویٹ کر رہے ہیں۔" وہ رائمہ کو سرسری سا دیکھ کر ماہم سے اجازت لیتا باہر نکل گیا تھا۔

"وہ مجھے دیکھ کر نہ ٹھٹکا نہ چونکا لگتا ہے اس نے مجھے پہچانا ہی نہیں؟ ویسے اگر دیکھا جائے تو میرے لیے یہی اچھا ہے کہ وہ مجھے نہ ہی پہچانے۔" رائمہ دل ہی دل میں اندازے لگاتی قیاس لڑاتی ماہم کو لے کر نیچے آ گئی۔

نیچے تمام لڑکیاں انتظار میں بیٹھی تھیں دلہن کے آتے ہی الرٹ ہو گئیں فوراً ہی کیمرہ مین کو بلایا گیا اور دوپٹے کی چھاؤں میں رائمہ اور اس کی کزن ماہم کو آرام سے اسٹیج تک لائیں اور اسٹیج پہ چاند بھائی کے برابر اسے بیٹھا دیکھ کر رائمہ کے چہرے کی خوشی اور تازگی ایک دم پھر سے ماند پڑ گئی تھی۔ پھر دولہا اور دلہن کی رسمیں شروع ہوئیں تو رسموں کے دوران رائمہ کو لگا جیسے اسے کوئی دیکھ رہا ہے۔ لیکن وہ جہاں بھی نظر دوڑاتی ہر کوئی اپنی دھن میں نظر آتا تھا۔ وہ اسے دیکھتی وہ بھی دولہا دلہن کی طرف متوجہ دکھائی دیتا تھا۔

"ارے بی بی تیرے حواس کیوں اڑے ہوئے ہیں ادھر آ تجھے بھی شگن کا تیل لگا دوں۔" رائمہ کی رشتے کی چچی تھیں سب سے پہلے انہوں نے ہی ماہم کو تیل لگایا تھا اور وہی تیل سے چپڑا ہاتھ انہوں نے رائمہ کے بالوں پہ پھیر کر اسے بھی شگن کا تیل لگا دیا تھا۔ وہ بچاؤ بھی نہ کر سکی۔

"دلہن کا جھوٹا تیل یا مہندی جس کو بھی لگتے ہیں اس کی بھی جلدی شادی ہو جاتی ہے اللہ تیرے بھی نیک نصیب کرے۔" وہ دعائیں دیتی وہاں سے ہٹ گئیں۔ رائمہ سٹپٹا کے رہ گئی البتہ قریب کھڑی اس کی کزنز ہنس پڑی تھیں۔

"کاش تائی ایسی دعائیں ہمیں بھی دے جاتیں۔" ثنا نے آہ بھری۔

"پھر کیا ہوتا؟" امبرین نے پوچھا۔

"پھر میں وہ سامنے بیٹھے دولہا کے بھائی سے شادی کر لیتی۔ قسم سے کمال پرسنالٹی ہے اس کی مسلسل دل دھڑکائے جا رہا ہے۔" ثنا نے دل پہ ہاتھ رکھا۔ رائمہ نے ان لڑکیوں کو دیکھا جو ہر ظاہری شخصیت پہ ریجھ جاتی تھیں۔ ہمیشہ انسان کا ظاہر دیکھتی تھیں۔

"رائمہ ادھر آؤ بیٹا بہن کو تیل لگاؤ۔" شائستہ بیگم نے آواز دی اور مجبوراً اسے سب کی نظروں کا مرکز بنتے ہوئے اسٹیج پہ آنا پڑا۔ وہ پیلے اور سبز کمبی نیشن کے چنری کے سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ لانگ شرٹ کے ساتھ اس نے چوڑی دار پاجامہ اور ڈبل شیڈ کا کھسہ پہن رکھا تھا۔ قمیص ہاف سلیوز تھی اور دونوں کلائیاں زرد اور سبز چوڑیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ہر سنگھار اس پہ جچ رہا تھا۔

وہ پہلی بار اس قدر دل لگا کر تیار ہوئی تھی کیونکہ پچھلی بار جب اریب بھائی کی شادی میں بے حد سمپل سے انداز میں تیار ہوئی تھی اور مام کے ساتھ ساتھ سبھی نے کلاس لی تھی کہ

"اتنا سمپل رہنے کی کیا ضرورت تھی بھائی کی شادی ہے بن سنور کر خوشی مناؤ۔" اسی لیے اس نے وہ کسر آج نکال لی تھی۔ سبھی اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن اس کا موڈ غارت ہو چکا تھا وہ ساری محفل میں دور دور ہی رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟" وہ لوگ دم بخود رہ گئے تھے۔

"میں نے جو کہا ہے آپ وہ سن چکے ہیں۔" اس کا لہجہ اٹل تھا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟"

http://paktfunplace.blogspot.com

"یہی سمجھ لیں۔" وہ بے نیاز تھا۔

"بھیا! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" عاصمہ بیگم شاک میں بیٹھی تھیں۔

"جیسے میں نے بتایا ہے۔"

"جو تم نے بتایا ہے وہ آسان نہیں ہے۔"

"اگر آسان نہیں ہے تو اتنا مشکل بھی نہیں ہے' آپ لوگ چاہیں تو سب ہو سکتا ہے۔"

"ہمارے چاہنے سے بھلا کیا ہوتا ہے؟" وہ جھنجلا گئیں۔

"سب کچھ آپ کے چاہنے سے ہی تو ہوتا ہے۔" وصال کو وہ جواب دے رہا تھا۔

"لیکن بیٹا یہ بات اس طرح کہنا ہرگز مناسب نہیں ہے' تم نہیں جانتے ان لوگوں پہ کیا گزرے گی؟ وہ کیا سوچیں گے؟ کیا کیا باتیں کیا کیا سوچیں ان کے ذہن میں آئیں گی؟ ان کے دل ہماری طرف سے ہمیشہ کے بدگمان اور میلے ہو جائیں گے۔" انہوں نے ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

"کچھ بھی نہیں ہو گا' سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"لیکن تم ایسا کیوں کرنا چاہتے ہو؟" وہ نڈھال سے لہجے میں بولیں۔

"ممی میں بتا چکا ہوں' اگر آپ لوگ ایسا کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے' ورنہ میں کل کی فلائٹ سے واپس انگلینڈ چلا جاتا ہوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔" وہ اپنی بات کہہ کر ان سب پہ طائرانہ سی نظر ڈالتا ہوا وہاں سے نکل کر اپنے بیڈ روم میں چلا گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے ذہن میں کچھ آیا اور موبائل اٹھا کر حلیم کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ حلیم آج کل اسلام آباد میں ہوتا تھا' جاب کی وجہ سے مایوں کی رسم میں نہیں آ سکا تھا' البتہ شادی میں آنے کا پکا وعدہ تھا۔

☼ ☼ ☼

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟" رائنہ دم بخود رہ گئی تھی۔

"ہاں بیٹا اب تمہاری بہن کا سہاگ تمہارے ہاتھ میں ہے' اگر انکار کرو گی تو مائرہ ایک بار پھر بکھر کر رہ جائے گی۔" شائستہ بیگم نے اس کے سامنے تصویر کے دونوں رخ ایک ساتھ رکھ دیے تھے۔

"ممی! آپی بکھر کر رہ جائیں گی' آپ کو یہ خیال بار بار آ رہا ہے اور میں؟ میرے بارے میں سوچا ہے آپ نے؟ کیا میں اس بدکردار انسان کے ساتھ رہ پاؤں گی؟" وہ بے بسی میں چیخ اٹھی۔

"بیٹا انسان ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا' مجھے تو وہ بہت اچھا لگا ہے۔" انہوں نے کمزور سی دلیل دی۔

"ہونہہ! اچھا ہوتا تو آج اپنے بھائی کی شادی سے ایک دن پہلے یہ کرتوت نہ دکھاتا' اس کی اس حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہرگز نہیں بدلا' وہ آج بھی وہی حسن ہے جو آج سے چار سال پہلے تھا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولتے ہوئے پھنکاری۔

"وہ تم سے محبت کرتا ہے بیٹا' اس نے ابھی مجھے فون پہ سب کچھ بتایا ہے۔" شائستہ بیگم کی بات پہ وہ چکرا اٹھی تھی۔

"وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا بلکہ وہ تو مجھ سے ـــ" رائنہ "بدلہ" کہتے کہتے چپ ہو گئی تھی اسے پتا تھا اگر اس نے وہ قصہ سنا دیا تو بھی غلط اسے ہی ٹھہرایا جائے گا۔

"میں جانتی ہوں بیٹا تم دونوں کے درمیان دور دور سے ہی سہی لیکن محبت اور پسندیدگی کا رشتہ تھا جو تمہارے شک کی بنا پر جڑنے سے پہلے ہی ٹوٹ کر رہ گیا۔ لیکن حسن بہت اچھا بچہ ہے اس رشتے کو دوبارہ جوڑنا چاہتا ہے' دیکھو رائنہ بدگمانی چھوڑ دو۔" وہ اسے سمجھا رہی تھیں اور رائنہ ہکا بکا ان کی صورت دیکھ رہی تھی جس نے سچا جھوٹا قصہ سنا کر ان کو تقریباً" قائل کر ہی لیا تھا مگر وہ کچھ بھی سننے اور ماننے کو تیار نہیں تھی۔

"میری طرف سے انکار ہے۔" اس نے کہہ کر دروازہ بند کر لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"طلاق؟" مائرہ ریسیور کی دوسری طرف سے طلاق

کا لفظ سنتے ہی لڑکھڑا کر زمین پہ آ رہی تھی۔

"مائرہ! ارے بھائی! ہائے بھابھی!" شائستہ بیگم اور حیدر صاحب بھاگتے ہوئے آئے تھے مائرہ کی بے ہوشی سے صبح ہی صبح گھر میں بھگدڑ سی مچ گئی تھی پوری رات ان لوگوں نے جاگتے ہوئے آنکھوں میں گزاری تھی اور اب یہ مصیبت آن لگی!

آج آٹھ تاریخ تھی' کل نو نومبر کو شادی کی تقریب تھی لیکن یہ تقریب بھی خطرے میں نظر آ رہی تھی حیدر صاحب کے کندھے جھکے ہوئے تھے اور شائستہ بیگم نڈھال سی پھر رہی تھیں پہلے انہوں نے بچپن میں ہی مائرہ کی انگیج منٹ اپنی بہن کے بیٹے کے ساتھ کر دی تھی وہ خود انگلینڈ میں اور ان کی بہن کینیڈا میں رہائش پذیر تھیں۔ مائرہ اور عاطف کی کافی انڈر اسٹینڈنگ تھی دونوں فون پہ گھنٹوں باتیں کرتے تھے' روزانہ گپ شپ ہوتی تھی لیکن پھر نہ جانے کب اور کیسے عاطف نے بدلنا شروع کر دیا انہیں پتا تب چلا جب وہ ایک انگریز لڑکی جینی کے بچے کا باپ بن گیا اور وہ انگریز لڑکی آج کل اس پہ شادی کے لیے زور ڈال رہی تھی اس نے شاید پہ کیس بھی کر رکھا تھا اور یہ صدمہ مائرہ کے لیے کافی نقصان دہ ثابت ہوا تھا اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا وہ عاطف سے بہت اٹیچ ہو چکی تھی اور اس معاملے میں کافی حساس بھی تھی یہی وجہ تھی کہ اسے سنبھلنے میں چار پانچ سال لگ گئے تھے۔

پھر دو تین پرپوزل آئے جن کو وہ ٹھکراتی رہی لیکن لاہور ایک جاننے والوں کی شادی میں جانا ہوا تو چاند اور اس کی فیملی سے ملاقات ہوئی تھی مائرہ ان لوگوں کو بہت پسند آئی تھی۔ تیسرے ہی روز وہ لوگ پرپوزل لے کر آ گئے۔ مائرہ چاند سے روبرو مل چکی تھی اس کی ریزرو سی شخصیت بہت متاثر کن اور اچھی لگی تھی سو اس رشتے کے لیے رضامندی دے دی تھی لیکن منگنی کے بعد اس نے چاند سے کوئی رابطہ نہیں رکھا تھا وہ پھر سے خواب نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اسے وہم ستاتے تھے اور آج اس کے وہم سچ ثابت ہو رہے تھے' اس نے اتفاقاً فون کال ریسیو کی تھی دوسری طرف چاند ہی تھے وہ رائنہ کے انکار کے ردعمل میں طلاق کی بات کر رہے تھے کہ اگر رائنہ کل تک نہیں مانی تو وہ طلاق کے پیپرز سائن کر دیں گے' جس گھر میں ان کے بھائی کے لیے اہمیت نہیں تھی اس گھر میں وہ بھی قدم نہیں رکھ سکتے تھے۔ اور مائرہ ان کی ادھوری بات سن کر ہی بے ہوش ہو گئی تھی اسے ایمرجنسی میں ہاسپٹل لے گئے تھے اور اس کی بے ہوشی اور طلاق کا سن کر رائنہ بھی کمرے سے باہر نکل آئی تھی قدم تھکے تھکے سے تھے!

☼ ☼ ☼

"قصر نور" میرج ہال میں جہاں ایک دولہا دلہن کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا وہاں اب دو' دولہا اور دلہن ایڈجسٹ کیے گئے تھے جو بھی مہمان آ رہے تھے وہ ایک کی بجائے دو جوڑیاں دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ دولہا دونوں ہی خوش اور فریش نظر آ رہے تھے ان کی خوشی اور تازگی دور سے ہی محسوس ہو رہی تھی جبکہ دونوں دلہنیں بے حد اداس اور گم سم سی بیٹھی تھیں۔ دونوں دولہا بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس انتہائی شاندار لگ رہے تھے' البتہ دونوں دلہنوں نے شاکنگ پنک کلر کے لہنگے پہن رکھے تھے' عاصمہ بیگم نے مائرہ کا لہنگا اپنی پسند سے تیار کروایا تھا اور کل جب رائنہ کے مان جانے کا پتا چلا تو انہوں نے اسی بوتیک سے بڑی مشکل سے ویسا ہی لہنگا آرڈر کیا تھا لہنگے کا میٹریل پہلے سے تیار تھا شاید اسی لیے بوتیک والوں نے ایک رات کے اندر اندر وہ لہنگا تیار کر دیا تھا اور آج صبح ہی وہ لہنگا عاصمہ بیگم کے گھر پہنچا گئے تھے البتہ یہ بات اور تھی کہ انہوں نے ارجنٹ تیار کروائے جانے والے لہنگے کی قیمت ڈبل دی تھی اور ایسا ہی حال زیور کے لیے بھی ہوا تھا۔ میچنگ زیور بھی مشکل سے دستیاب ہوا تھا۔ جلدی جلدی میں انہوں نے چار پانچ ریڈی میڈ سوٹ بھی خرید لیے تھے اور باقی کی شاپنگ شادی کے بعد ٹال دی کہ رائنہ خود ساتھ آ کر خریدے گی۔

http://pakfunplace.blogspot.com

ماثرہ کا سب کچھ تو پہلے سے تیار تھا بس رائنہ کے لیے سب کچھ ابھی رہ گیا تھا۔ حالانکہ رائنہ کو ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ تو بت بنی بیٹھی تھی اسے تو قرض کے ساتھ سود کی طرح دیا جا رہا تھا جس کا اپنا کوئی وجود نہیں تھا' اپنی کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔۔ کسی نے اسے مانگا اور گھر والوں نے بے جان شے کی طرح اٹھا کر دے دیا۔ جیسے اس کے ہونے اور نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اور یہی دکھ اسے اداسیوں اور چپ کے حوالے کر گیا تھا وہ اس ماحول میں جیسے باندھ کر بٹھائی گئی تھی۔ فرار کے تمام راستے مسدود ہو چکے تھے بھاگنا ممکن نہیں تھا اور اس کی اسی بے بسی پہ یوں لگ رہا تھا جیسے سبھی دیکھنے سننے والے اس کا مذاق اڑا رہے تھے اس مذاق کا احساس اسے تب ہوا جب حسی کے تمام دوست ملنے کے لیے اسٹیج پہ آ گئے تھے۔

"السلام علیکم بھابھی۔" توصیف اور عباس نے ذرا سا جھکتے ہوئے سلام کیا رائنہ نے چونک کر نظریں اٹھائیں وہ اپنی بھابھی دیکھ کر خوش ہو رہے تھے مسکرا رہے تھے لیکن رائنہ کو ان کی ہنسی اور مسکراہٹ اپنی ذات پہ تازیانہ کی صورت چمک کے رہ گئی۔

"مبارک ہو جناب۔" حسی کا دوست وجاہت بھی چلا آیا ان دونوں نے اسکول پیریڈ ایک ساتھ گزارا تھا پھر وجاہت فرانس چلا گیا تو ملنا جلنا ختم ہو کر رابطہ صرف فون اور نیٹ تک محدود رہ گیا تھا۔ اور آج کل وہ پاکستان آیا ہوا تھا۔

"بھابھی یہ گفٹ آپ کے لیے۔" وجاہت نے گفٹ اس کی طرف بڑھایا رائنہ گفٹ تھامنے کے لیے ہاتھ آگے نہیں بڑھا سکی تھی۔

"تھینک یو یار' بیٹھو نا تم لوگ۔" حسن نے اس سے گفٹ تھام کر ٹیبل پہ رکھ دیا تھا۔

"اور یہ ہماری طرف سے۔" ضیغم' علی' ولید عباس اور توصیف نے بھی باری باری تحائف دیے تھے۔

ان کا گروپ فارغ ہو کر اسٹیج سے اترا تو خلود' زاہد اور غلام مصطفیٰ بھی آ گئے یہ اس کے ہاسٹل کے فرینڈز تھے ایک اس کا دوست اویس بھی تھا جو سیالکوٹ کا رہنے والا تھا وہ بھی اپنا ماسٹرز کمپلیٹ ہوتے ہی یورپ چلا گیا تھا آج کل اسٹڈی ویزہ کی بڑی سہولت تھی اسی لیے بھی صاحب حیثیت اس سہولت سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ مہمان ابھی آ رہے تھے اور آنے والے مہمانوں میں انجم' انیلا اور آمنہ وغیرہ بھی شامل تھیں رائنہ ان سب کو دیکھ دیکھ کر غش کھانے کے قریب ہو گئی تھی کہ اس نے کس کس کو انوائیٹ کر رکھا تھا اور یونیورسٹی کے اتنے سالوں بعد بھی اس کا ان سب سے کانٹیکٹ تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے تین چار ٹیچرز کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ وہ سب حسی کا وسیع حلقہ احباب دیکھ کر حیران ہو رہے تھے!

☆ ☆ ☆

ماثرہ سرخ گلابوں سے سجی سیج پہ بیٹھی دلہن بنی رائنہ اپنی انا مجروح ہو جانے کا ماتم منا رہی تھی۔ اسے ہر شے بری لگ رہی تھی یہ پھول' یہ بستر' یہ سجاوٹ' یہ کمرا' یہ گھر' یہ لوگ سب کچھ۔۔۔ سب کچھ ہی تو برا لگ رہا تھا اور اس ہر چیز سے وابستہ اس شخص سے نفرت و حقارت محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا جی چاہ رہا تھا وہ ہر چیز کو تہس نہس کر کے رکھ دے' ہر چیز کو آگ لگا دے اور اپنی بے بسی پہ دھاڑیں مار مار کے روئے کہ وہ آج اس شخص کی پابند بنا دی گئی تھی جس کو وہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھی جو کسی بھی لحاظ سے اس کے قابل نہیں تھا جو فلرٹی اور دھوکے باز تھا جو بدچلن اور بدکردار تھا اور انتہائی چالباز بھی تھا اس نے کتنی آسانی سے بیٹھے بٹھائے چال چلی اور رائنہ حیدر جیسی ناقابل تسخیر لڑکی کو اپنی مٹھی اپنی قید میں لے لیا تھا لیکن اب وہ ایسی بھی نہیں تھی کہ اس کے سامنے سر جھکا دیتی وہ بھی بلا کی ضدی' بدگمان اور انا پرست لڑکی تھی اپنی بات سے ہٹنا یا پھر اپنے خیالات کو غلط قرار دینا اسے بھی نہیں آتا تھا۔

وہ ہر چیز کو سلگتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی جب دروازے پہ ہونے والی آہٹ سے چونک گئی۔۔۔ لیکن

دروازے پہ وہ نہیں تھا جو وہ سمجھ رہی تھی!

"کیسی ہو بیٹا؟" عاصمہ بیگم کی آواز اس کے قریب آئی اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔" وہ مدھم سے لہجے میں بولی۔

"کھانا لے کر آؤں؟"

"نہیں بھوک نہیں ہے۔" اس نے انکار کر دیا۔

"بھوک کیوں نہیں ہے؟ تم نے ہوٹل میں بھی کچھ نہیں کھایا ابھی میں ماثرہ کو بھی کھانا دے کر آئی ہوں وہ ماشاء اللہ کافی ریلیکس اور خوش ہے' تم بھی ہر بات ذہن سے جھٹک کر اپنی ٹینشن کم کرو اور انجوائے کرو' یہ گھر جتنا ماثرہ کا ہے اتنا ہی تمہارا بھی ہے کسی بھی چیز کا کسی بھی معاملے میں جھجک اور شرم سے کام مت لینا' حسی میرا بہت اچھا بیٹا ہے' بہت ذہین اور لائق' میرا خیال ہے کہ تم اس کی طرف سے کچھ بدگمان ہو' لیکن مجھے یقین ہے کہ جب بھی تمہاری بدگمانی دور ہوگی تم اسے ایک بہترین ہم سفر کے روپ میں دیکھو گی' اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے' خوش اور آباد رہو۔" وہ اسے دعا دیتیں اس کا سر تھپک کر چلی گئیں۔

رائنہ چپ کی چپ بیٹھی رہی اس نے کچھ بھی نہیں کہا تھا چند منٹ بعد ملازمہ دودھ اور کھانے کی ٹرے رکھ گئی عاصمہ بیگم کو پتا تھا کہ وہ کل سے بھوکی ہے جب بھوک لگے گی تو کھانا کھانے لگے گی۔ جب رائنہ کو اطمینان ہو گیا کہ اب اور کوئی بھی اندر نہیں آئے گا وہ بیڈ سے اٹھنے اور لباس تبدیل کرنے کا سوچنے لگی لیکن جیسے ہی اس نے بیڈ سے اترنے کے لیے پاؤں نیچے لٹکائے اچانک سے وہ زوردار آواز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کمرے میں اندر داخل ہوا تھا جیسے اس کو پیچھے سے کسی نے پکڑنے کی کوشش کی ہو اور یہ کام یقیناً کسی نیگ لینے والے کا ہی تھا اس نے اسی طرح ہنستے ہوئے دروازے کا لاک لگا کر بولٹ بھی چڑھا دیا تھا۔

"میں تمہیں دیکھ لوں گی حسی' میں پیچھا نہیں چھوڑنے والی' تمہارے دروازے پہ ساری رات پہرہ دوں گی۔" باہر سے اس کی بہن سعادی کی آواز آئی ایک سال پہلے ہی اس کی بہن سعادی کی شادی ہو گئی تھی وہ اپنے ہزبینڈ کے ساتھ ملک سے باہر چلی گئی تھی اور اب بھائی کی شادی میں آنے میں پرابلم ہو رہی تھی شادی سے پہلے سیٹ نہ ملنے کی وجہ سے وہ آج پاکستان پہنچی تھی اس نے آ کر دونوں بھائیوں کا استقبال خوب کیا تھا اور اب نیگ کے لیے شور مچا رہی تھی۔

"اچھا ہے پہرہ دیتی رہو' کسی کو اندر مت آنے دینا۔" حسی نے شرارت سے کہا اور وہ تلملاتی ہوئی پاؤں پٹختی ہوئی چلی گئی حسی کو اس کی ٹک ٹک کرتی ہیل کی آواز سنائی دی تھی وہ مطمئن ہو کر پلٹ کر بیڈ کی طرف آ گیا اور رائنہ کے قدم بیڈ سے نیچے دیکھ کر ٹھٹک گیا تھا اپنے تاثرات کنٹرول کرتے ہوئے اس نے بغور رائنہ کی طرف دیکھا وہ سرد نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا بات ہے؟ کہاں کی تیاری ہے؟" وہ نارمل سے انداز میں ذرا سا مسکرا کر بولا۔

"بے فکر رہو' تم سے ڈر کر بھاگنے والی نہیں ہوں۔" وہ طنز سے چبا کر بولی۔

"ویلڈن۔۔۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔" وہ خوشی کا اظہار کرتا اس کے برابر بیڈ پہ بیٹھ گیا تھا وہ بھی اتنے قریب کہ دونوں کے کندھے ایک دوسرے سے مس ہونے لگے۔

"مجھ سے وابستہ تمہاری ہر امید ناکام رہے گی۔" وہ انتہائی تلخ ہو رہی تھی۔

"ہوں' ایسا نہیں ہو گا' بلکہ مجھے امید ہے کہ تم میری ہر امید پہ پورا اترو گی۔" حسی نے عجیب سے ذومعنی لہجے میں کہتے ہوئے رائنہ کا سونے کی چوڑیوں اور انگوٹھیوں سے سجا خوبصورت ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا تھا اور اس کے ہاتھ کو سہلاتے ہوئے ہلکا سا چوڑیوں کو چھیڑا تھا رائنہ نے اس کے لمس سے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے ہاتھ واپس کھینچ لیا تھا۔

"ڈونٹ ٹچ می' دور رہو مجھ سے۔" وہ نفرت سے پھنکاری جبکہ وہ اس کی حرکت پہ مشتعل ہونے کی بجائے مسکرا دیا۔

http://pakfunplace.blogspot.com

"یہ میری دوسری امید ہے جو تم نے پوری کی ہے۔" اس نے دل جلانے والے انداز میں کہا۔ رائنہ چونک گئی۔

"میں نے کہا تھا تم میری ہر امید پوری کروگی۔" وہ رائنہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولا۔

"تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"

"میں جو کرنا چاہتا ہوں تم وہ سمجھو گی ہی نہیں۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولا۔ ذرا سا اس کی سمت جھکا لیکن رائنہ یکدم بیڈ سے اٹھ کر اس سے دور ہٹ گئی تھی۔

"تم نے جو کرنا تھا کرلیا اب اور نہیں۔" رائنہ کے لفظ لفظ میں نفرت سمائی ہوئی تھی۔

"میری جان' میں ایک شریف' معصوم اور سادہ سا بندہ ہوں' میں نے بھلا کیا کیا ہے؟" وہ جان بوجھ کر چھیڑنے والے انداز سے کہتا اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

"تم نے مجھ سے شادی کیوں کی؟" رائنہ نے بے لچک انداز میں استفسار کیا تھا اس کی سوالیہ نظریں حسی کے چہرے پہ گڑی تھیں۔

"تم اچھی لگی ہو اس لیے۔" اس کا جواب سیدھا اور مختصر سا تھا نگاہوں میں دلچسپی تھی وہ اسے سر تاپا گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں تو پتا نہیں کون کون اچھا لگتا ہے؟" رائنہ کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

"یار یہ کون کون کا سوال ابھی رہنے دو' کبھی فرصت سے جواب دوں گا ابھی تم اپنی اور میری بات کرو۔" وہ دو قدم بڑھا کر اس کے اور اپنے درمیان کا فاصلہ اور بھی کم کر چکا تھا۔

"اپنی بات؟ اپنی بات یہ کروں کہ مجھے تم جیسے غلیظ انسان سے نفرت ہے' تم ایک کریکٹرلیس۔"

"شٹ اپ' جسٹ شٹ اپ رائنہ حسن' زبان کھینچ لوں گا اگر تم نے آئندہ میرے لیے کریکٹرلیس کا لفظ استعمال کیا تو۔" اس نے یکدم غضب ناک انداز میں دھاڑتے ہوئے رائنہ کا چہرہ ایک ہاتھ میں دبوچ لیا تھا اتنی سختی سے کہ رائنہ کا جبڑا کڑکڑا کے رہ گیا وہ آگ اگلتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں کریکٹرلیس نہیں ہوں' میں بدکردار نہیں ہوں' میں کمزور نفس اور انا کا مارا ہوا انسان نہیں ہوں۔ میں اگر ایسا ہوتا تو آج تم اتنی عزت اور غرور کے ساتھ میرے سامنے کھڑی نہ ہوتیں' میں اپنی انسلٹ کے بدلے تمہیں کب کا تمہارے انجام تک پہنچا چکا ہوتا' جس طرح تم نے بیچ چوراہے میں میری توہین کی تھی بالکل اسی طرح اگر میں چاہتا تو تمہیں بیچ چوراہے پہ رسوا اور بدنام کر سکتا تھا' میں اپنی ہتک کے بدلے میں تمہاری عزت پہ داغ لگا سکتا تھا' میں تمہیں تمہاری ہی نظروں سے گرا سکتا تھا تاکہ تم اپنے آپ سے بھی نظر ملانے کے قابل نہ رہتیں' آج تک جو غرور تم ساتھ لیے پھر رہی ہو وہ کب کا مٹی میں مل چکا ہوتا' مگر ایسا تب ہوتا' اگر میں بدکردار ہوتا۔

تم نہیں جانتیں رائنہ حسن میں نے تم پہ کتنا بڑا احسان کیا ہے' اس وقت میرے دوستوں نے مجھ سے کہا بھی تھا کہ میں جیسے چاہوں تم سے بدلہ لوں وہ ہر طرح سے میرے ساتھ ہیں' لیکن میں نے دوستوں کے اکسانے کے باوجود ایسا کچھ نہیں کیا جو تمہیں رسوا کرتا اور تم ساری عمر بیٹھ کر روتی رہ جاتیں۔" حسی نے کاٹ دار لہجے میں کہتے ہوئے اس کا چہرا جھٹکے سے چھوڑ دیا تھا رائنہ گنگ سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"میری جن فرینڈز کو تم اپنی گندی ذہنیت سے دیکھتی ہو وہ میری بہت اچھی فرینڈز ہیں کل بھی اور آج بھی۔ تم نے ہمیشہ لڑکے لڑکیوں کو "گرل فرینڈ" اور "بوائے فرینڈ" کے ترازو میں تولا ہے۔ تم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ فرینڈشپ' جسٹ فرینڈشپ بھی ہو سکتی ہے' تم نے جائز تعلقات کا کبھی سوچا ہی نہیں' بلکہ ہمیشہ ناجائز تعلقات پہ دھیان دیا ہے۔ تم اچھا نہیں سوچتیں ہمیشہ برا سوچتی ہو' برا پہلو سامنے رکھتی ہو اور اچھا پہلو پس پشت ڈال دیتی ہو۔ میں لڑکیوں کے بارے میں کیا سوچتا ہوں میں اس کے لیے جوابدہ ہوں۔ اور لڑکیاں میرے حوالے سے کیا سوچتی ہیں اس کے لیے وہ جوابدہ ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو خواب

نہیں دکھائے' کبھی محبتوں کے وعدے نہیں کیے' کبھی کسی لڑکی کا جھانسا نہیں دیا' میں جب بھی کسی کے ساتھ فرینڈ شپ کرتا تھا سب سے پہلے اپنی ہر اچھی بری بات بتا دیتا تھا' کبھی کچھ چھپا کر نہیں رکھا' کبھی دھوکا نہیں دیا' کبھی لڑکیوں کی معصومیت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ میں ہمیشہ لڑکیوں کے ساتھ ڈیٹ پہ گیا مگر ایسی ڈیٹ پہ جو اخلاقی حدود کے اندر ہو' حدود سے باہر نہیں۔ میں جس ڈیٹ پہ بھی گیا وہ ڈیٹ ہمیشہ ریسٹورنٹ کے ہال میں ڈنر کر کے گزاری' کبھی کسی ہوٹل کے بیڈ روم تک جانے کی نوبت نہیں آئی۔

میں نے ہمیشہ اپنی فرینڈز کا احترام کیا ہے انہیں ایک لیول تک رکھا ہے' کبھی اس لیول سے بڑھنے نہیں دیا۔ البتہ وہ میرے بارے میں کیا سوچتی ہیں؟ کیسے خیالات اور کیسے جذبات رکھتی ہیں؟" اس چیز سے مجھے کوئی مطلب نہیں۔ میں بس اتنا جانتا ہوں کہ میری لائف ایک دم فیئر ہے۔ جتنا باکردار تم اپنے آپ کو سمجھتی ہو اس سے کہیں گنا زیادہ باکردار میں خود ہوں۔ میری زندگی اللہ کے فضل و کرم سے پاک اور صاف ہے' میں کردار کے لحاظ سے اللہ کی نظر میں بھی سرخرو ہوں اور اپنی نظر میں بھی۔ کیونکہ میں نے آج تک کوئی بھی غلط حرکت نہیں کی' میں زانی نہیں ہوں۔ میں کریکٹرلیس نہیں' رائنہ حسن سنا تم نے میں بدکردار نہیں ہوں۔"

وہ اسے کندھوں سے تھام کر جھنجوڑتے ہوئے بولا تھا رائنہ پتھر کی ہو چکی تھی۔ وہ شخص کس حد تک سچا تھا' یہ اس کے چہرے سے نظر آرہا تھا اس کی سچائی اس کے مضبوط لفظوں سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اس نے جو باتیں کی تھیں وہ سچ ہی تو تھیں جو جو بھی لڑکی کہتی تھی کہ حسن ایسا نہیں ہے جیسا تم سوچتی ہو۔ اس کی گواہی تو کئی لڑکیوں نے بھی دی تھی مگر رائنہ ہمیشہ ان سب کو زبردستی سمجھ کر اگنور کر دیتی تھی۔ مگر وہ کب تک اگنور کر سکتی تھی؟

"رائنہ برا وہ نہیں ہے' بری تمہاری سوچ ہے' تم وہی پڑھے لکھے جاہلوں جیسا انداز اپنا چکی ہو' جس کو بھی دیکھا ہمیشہ شک کی نظر سے دیکھا' دقیانوسی ذہنیت ہے تمہاری' تم سمجھتی ہو کہ لڑکے لڑکیاں دوست ہو ہی نہیں سکتے' حالانکہ ایسا ہرگز نہیں' ضروری نہیں کہ ایک ساتھ نظر آنے والا لڑکا اور لڑکی ناجائز تعلق میں ہی بندھے ہوں۔ ان کا رشتہ ایک پاکیزہ رشتہ بھی ہو سکتا ہے بس اس رشتے کو پرکھنے والی آنکھ اور سوچ اچھی ہونی چاہیے۔" جو جو کی بہت پہلے کی کہی ہوئی بات اس کے ذہن میں گونجی تھی رائنہ ۔۔۔ بے دم سی ہو کر بیڈ پہ بیٹھ گئی اسے اپنا دماغ ایک بوجھ سا لگنے لگا تھا وہ سر تھام کر بیٹھ گئی اور یونہی بیٹھے بیٹھے اسے نجانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔ وہ چونکی اس وقت جب کمرے میں ملگجا سا اندھیرا دیکھا تھا اس نے یکدم بیڈ کی دوسری طرف دیکھا حسی کپڑے تبدیل کرکے بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ لیٹا سو رہا تھا۔

"اف اتنی دیر گزر گئی؟" وہ دل تھام کے رہ گئی۔

اب وہ اسے جگا کر کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی سو مجبوراً اٹھی کپڑے اور زیور وغیرہ تبدیل کرکے آرام دہ سوٹ پہن کر خود بھی بیڈ پہ آکر لیٹ گئی تھی' نیند کوسوں دور تھی۔

☆ ☆ ☆

صبح اس کی آنکھ کھلی تو اس کی پہلی نظر بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ گئی تھی وہ وہاں نہیں تھا اس نے فوراً کمرے میں نظر دوڑائی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہیئر برش کرتا نظر آیا تھا رائنہ آہستگی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"گڈ مارننگ۔" وہ آئینے میں اس کا عکس دیکھ چکا تھا بیڈ کے بالکل سامنے ہی ڈریسنگ ٹیبل تھی اس لیے پشت ہونے کے باوجود اپنے پیچھے کا منظر با آسانی دیکھ سکتا تھا۔ رائنہ نے حیرت سے اس کو دیکھا' رات اتنا کچھ ہونے کے باوجود کتنا ریلیکس لاپروا اور نارمل نظر آرہا تھا بلکہ اسے مارننگ وش کر رہا تھا۔

"تم تیار ہو جاؤ' نیچے جا کر ناشتا بھی کرنا ہے' سعدی ناشتا اوپر لے کر آرہی تھی میں نے منع کر دیا ہے۔" وہ

http://pakfunplace.blogspot.com

ہیئر برش ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھ کے اس کی طرف مڑا اور رائنہ کو اک نظر دیکھ کر بیڈ روم سے باہر نکل گیا تھا اور کچھ کہنے کی غرض سے رائنہ کے لب کھلے رہ گئے وہ اس کو بولنے کا موقع دیے بغیر سامنے سے ہٹ گیا تھا رائنہ ہاتھ ملتی ہوئی اٹھ کر واش روم میں چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر نکلی تو کمرے میں عجیب سی غرغراہٹ کی آواز پہ ٹھٹک گئی تھی آگے پیچھے دیکھنے کے بعد اسے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پہ حسن کا سیل موبائل نظر آیا جو وائبریشن سے تھرک رہا تھا اور اس کی اسکرین روشن ہو رہی تھی رائنہ نے آگے بڑھ کے موبائل اٹھایا سامنے "جوجو کالنگ" دیکھ کر وہ ذرا سی ذرا چپ ہوئی اور پھر کال ریسیو کی۔

"گڈ مارننگ حسی۔" جوجو کی آواز چہک رہی تھی۔

"گڈ مارننگ ٹو یو۔" رائنہ کی آواز دھیمی تھی۔

"کون؟" جوجو ٹھٹکی۔

"مسز رائنہ حسن۔" رائنہ نے بڑے ریلیکس سے انداز میں اپنا تعارف دیا اور جوجو یکدم کھلکھلا کر ہنس پڑی اس کی ہنسی ائیرپیس سے کھنک کے ساتھ باہر آ رہی تھی۔

"میں پہلے ہی پہچان گئی تھی بس تم سے تعارف سننا چاہ رہی تھی۔ گڈ ویری گڈ بہت اچھا لگا سن کر اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔" جوجو بالکل اسی انداز میں بات کر رہی تھی جیسے پہلے کرتی تھی اس نے رائنہ کو یہ بھی نہ جتایا کہ یونیورسٹی سے فارغ ہوتے ہی تم نے اپنا نمبر ہی چینج کر لیا تھا کہ وہ لوگ اس سے کانٹیکٹ نہ رکھ سکیں، اور سچ مچ ایسا ہی ہوا تھا یونیورسٹی کے فوراً بعد جوجو کی شادی ہو گئی تھی اس کا ہزبینڈ امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں لیکچرار تھا وہ پچھلے چار سالوں سے امریکہ میں تھی اور مسلسل حسی کے ساتھ رابطے میں تھی اس کے ہزبینڈ کو بھی ان کی دوستی کا پتا تھا لیکن وہ اس دوستی پہ کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ دوستی کو محض دوستی ہی سمجھتا تھا تعلقات میں نہیں بدلتا تھا!

"ہیپی اینڈ تھینک یو۔" رائنہ کا لہجہ اب بھی دھیما تھا۔

"زندگی کی نئی شروعات مبارک ہو اور نئی صبح بھی۔"

"خیر مبارک۔" وہ جوجو کے اتنے خلوص پہ اندر ہی اندر شرمندہ ہو رہی تھی۔

"حسی کہاں ہے؟"

"شاید نیچے گیا ہے۔"

"تم دونوں میں کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا؟" جوجو فکر مند سے انداز سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں۔"

"شاباش، اچھی بات ہے گزری باتوں کو بھول جاؤ اور نئی زندگی کی شروعات کرو اچھے اور مخلص دل سے۔"

"ان شاءاللہ تم سب دوستوں کی دعا چاہیے۔"

"ہماری دعائیں تو تین چار روز سے تمہارے ساتھ ہیں جب سے حسی نے تمہارا اپنایا تھا ہم معقلاً ڈال کر بیٹھ گئے تھے۔" جوجو ہنستے ہوئے بولی گویا وہ اپنے دوستوں کو پہلے سے ہی بتا چکا تھا؟

"پاکستان کب آ رہی ہو؟"

"جب تم اور حسی انوائیٹ کرو گے۔"

"ہم آج ہی کر لیتے ہیں۔"

"میں بھی آج آ جاؤں گی، لیکن خواب میں۔"

جوجو نے بے چارگی سے کہا اور پھر دونوں ہنس پڑیں۔ سعادی اندر آئی تو رائنہ نے جوجو سے معذرت کر کے فون بند کر دیا تھا وہ اسے ناشتے کے لیے بلانے آئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"جناب چاند افضل صاحب تو آج بڑے خوش ہیں؟" حسی نے جیم کا ڈھکن کھولتے ہوئے بھابھی اور بھائی کو دیکھا اور ساتھ ہی انہیں چھیڑ بیٹھا۔

"کیوں تم خوش نہیں ہو؟" چاند بھائی تیزی سے کہا۔

"خوش تو ہوں مگر اتنا نہیں جتنے آپ دکھائی دے رہے ہیں۔ مسکراہٹیں اور شرارتیں بکھری پڑی ہیں۔"

"کیوں بھابھی ایک ہی رات میں کون سا منتر پڑھ کے پھونکا ہے؟" حسی نے شرارت سے دونوں کو دیکھا تو نے مسکرا کر سر اٹھا کر دیکھا وہ شرمائی شرمائی سی واقعی بہت اچھی اور پیاری لگ رہی تھیں۔

"اوئے میاں مجنوں دو روز پہلے کیا حال تھا تمہارا؟ شادی کے لیے مرے جا رہے تھے جبکہ یہ کہنا چاہیے کہ میری اکلوتی سالی پہ مرے جا رہے تھے اگر وہ تمہاری ہامی نہ بھرتی تو تم ابھی تک کشکول تھام کے کسی اور طرف نکل چکے ہوتے۔" وہ بھی موڈ میں ہوتے تو ان کے سامنے بھی کسی کی نہیں چلتی تھی۔

"اب ایسی نوبت بھی نہیں آئی کہ میں کشکول تھام لوں میں کسی کے عشق میں مرا نہیں جا رہا تھا۔" حسی نے اچٹتی سی نظر رائنہ کے چہرے پہ ڈالی وہ چپ چاپ سی بیٹھی تھی ان سب لوگوں نے حسی کی بات کو مذاق میں لیا تھا لیکن رائنہ جانتی تھی کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"تم لوگ کبھی تو آرام سے ناشتا کر لیا کرو۔" عاصمہ بیگم نے خفگی کا اظہار کیا۔

"ہم بولتے رہنے سے کھانا ہضم ہوتا رہتا ہے۔" سعادی نے سلائس چباتے ہوئے کہا اور بات ہی ختم کر دی۔

"ہیں اچھا! تو اسی لیے تم بولتی رہتی ہو اور کھاتی رہتی ہو۔" حسی نے بھنویں اچکائیں۔

"تم مجھ سے بات نہ ہی کرو تو اچھا ہے۔"

"ارے میری جان کیوں نہ کروں؟" حسی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تم نے مجھے رات کو نیگ ہی نہیں دیا چاند بھائی نے تو فوراً ہی دے دیا تھا۔"

"اسی لیے تو کہا ہے جناب چاند افضل صاحب کی تو خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے نوٹ بانٹتے پھر رہے ہیں۔" اس نے پھر رخ چاند بھائی کی طرف موڑا۔

"وہ تو بانٹتے پھر رہے ہیں لیکن تم کنجوس کہیں کے اپنے نوٹوں کا والٹ بھرے پھر رہے ہو۔" سعادی تلملا کر بولی۔

وہاں موجود بھی مسکرا دیے وہ خود بھی ہنس پڑا۔

"سعیدہ!" عاصمہ بیگم نے بیٹی کو سرزنش کی۔

"بھائی ہے تمہارا کچھ تو سوچ سمجھ کر بولا کرو۔"

"ہم! یہ بھائی ہے میرا مگر مجھ سے چھوٹا ہے۔" سعادی نے وضاحت دی۔

"اوکس او کے یار تم جو کہنا چاہے کہو۔" حسی نے سعادی کا کندھا تھپکا وہ اس سے ایک سال بڑی تھی۔

"چھوٹی بھابھی کیوں اداس ہیں؟" سعادی نے بلند آواز سے اپنے خیال کا اظہار کیا رائنہ گڑبڑا گئی سارے اسی کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

"یہ بات تو میں بھی نوٹ کر رہا تھا۔" افضل صاحب گلا کھنکارتے ہوئے بولے۔

"حسن۔ نہیں انکل ایسی کوئی بات نہیں میں ان فیکٹ آپ سب کی باتیں سن رہی ہوں۔ سعادی کی اور چاند بھائی کی باتیں سن کر لگ رہا ہے جیسے فرینڈز آپس میں نوک جھونک کر رہے ہوں۔" اس نے حسی کا نام لیتے ہوئے جھجک محسوس کی تھی اسی لیے اس کا نام لینے سے کترا گئی تھی۔

"اور ان فرینڈز میں تم بھی شامل ہو سکتی ہو یہ تمہارا اپنا گھر ہے بیٹا۔" انہوں نے اپنی چیئر گھسیٹ کر اٹھتے ہوئے رائنہ کے سر پہ ہاتھ رکھ کے تسلی دی تھی۔

"جی انکل۔" وہ سعادتمندی سے بولی۔ افضل صاحب کے ساتھ ساتھ چاند بھائی بھی اٹھ کر چلے گئے تھے شام کو ولیمہ کی رسم تھی کافی انتظامات دیکھنے تھے ابھی۔ ماما عاصمہ بیگم کے ساتھ بیڈ روم میں آ گئی اور ان دونوں کے ساتھ اب سعادی موجود تھی سو تنہائی محسوس کرتے ہوئے وہ بھی وہاں سے کھسک گئی۔ رائنہ کے پاس موقع اچھا تھا اس نے ڈرتے ڈرتے حسی کی طرف دیکھا۔

"میں بھی بھائی اور ڈیڈ کے ساتھ جا رہا ہوں، تم آرام سے ناشتا کرو سعادی آ جاتی ہے ابھی۔" وہ کپ رکھتے ہوئے کرسی دھکیل کر کھڑا ہو گیا اور جھپاک سے باہر نکل گیا۔ رائنہ ایک بار پھر دیکھتی رہ گئی۔ وہ خفا تھا۔ یہ

http://paklunplace.blogspot.com

توظاہر ہو ہی چکا تھا!

☆ ☆ ☆

شام آٹھ بجے وہ تیار ہو کر ہال میں پہنچیں تو وہ دونوں بھائی انہیں ریسیو کرنے کی غرض سے گیٹ پہ ہی موجود تھے ان کو دیکھ کر چاند بھائی فوراً قریب گئے اور اسے گاڑی سے اترنے میں مدد دی تھی جبکہ حسی اپنی جگہ پہ ہنوز کھڑا تھا۔

"حسی کھڑے کیا دیکھ رہے ہو؟ اسے لے کر آؤ۔" افضل صاحب کی آواز پہ وہ ٹھٹکا اور پھر فوراً گاڑی کے قریب چلا گیا لیکن جیسے ہی رائنہ پہ نظر پڑی، نظر ہٹانا بھول گیا۔ وہ مبہوت کھڑا رہ گیا تھا آتشی گلابی گولڈن لہنگے میں وہ ریڈ میک اپ کے ساتھ سر سے لے کر پاؤں کے انگوٹھے تک سجی سنوری ہوش اڑا رہی تھی۔ اس کا ہوشربا حسن ایمان شکن ثابت ہو رہا تھا حسی نے پہلے کبھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا تھا مگر جب دیکھا تھا تو پھر کچھ اور دیکھنا بھول گیا تھا۔

"دیکھیں جی ساری بات ہے پیار کی، پیار ہو تو بندہ بیچ راستے میں بھی ہوش گم کر بیٹھتا ہے۔" چاند بھائی نے قریب آ کر کہا تو حسی چونک کر متوجہ ہوا تھا اور پھر اپنی خجالت چھپانے کے لیے ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا اور چاند بھائی ان دونوں کے انتظار میں کھڑے تھے تاکہ ایک ساتھ اندر جائیں۔

"تم لوگ آگے چلو اور یہ پیچھے آتے ہیں۔" عاصمہ بیگم نے چاند بھائی سے کہا پھر حسی کو اشارہ کیا اور خود اندر چلی گئیں۔ چاند بھائی کی دیکھا دیکھی حسی نے بھی رائنہ کے بازو میں بازو ڈال لیا تھا وہ دونوں جوڑیاں بہت آہستہ روی سے متوازن چال چلتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ریڈ کارپٹ پہ نہیں بلکہ ریمپ پہ چل رہے ہوں!

"اگر ایسا ہی بی ہیو کرنا تھا تو مجھ سے شادی کیوں کی؟" رائنہ آہستگی سے اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی نظریں ہال میں بیٹھے لوگوں پہ تھیں جو گردنیں موڑ کر انہیں اشتیاق سے دیکھ رہے تھے اور دیکھنے کے بعد ان کے چہروں پہ ستائش ابھر رہی تھی۔

"مجھے ایسے بی ہیو پہ تم نے مجبور کیا ہے۔" وہ بھی اس کی طرف دیکھے بنا آہستگی سے بولا۔

"میں جس کام پہ مجبور کروں گی آپ کریں گے؟" رائنہ کے سوال میں تجسس تھا۔

"ہاں۔"

"لیکن کیوں؟ آپ میرا کہا کیوں مانیں گے؟" وہ بے یقین تھی۔

"کیونکہ تم میری بیوی ہو۔"

"تو پھر ایک کام کرنے کو کہوں؟"

"بالکل کہو۔"

"مجھ سے فرینڈ شپ کریں۔" اس نے فرمائش کی۔

"تم سے شادی کرلی ہے کیا یہ کم نہیں ہے؟"

"آپ اچھے شوہر ہیں یا نہیں مجھے اس چیز کا کوئی علم نہیں البتہ آپ ایک اچھے دوست ہیں یہ میں اچھی طرح جان گئی ہوں۔" اس نے اعتراف کیا۔

"جان جانے کا شکریہ۔"

"ناراض ہیں مجھ سے؟"

"ہاں۔" وہ ہاں کہنے کے ساتھ ہی اسٹیج کی سیڑھی پہ قدم رکھ چکا تھا رائنہ کی بات وہیں رہ گئی۔

"السلام علیکم بھابھی۔" وہ لوگ بیٹھے ہی تھے کہ حسی کے دوستوں نے ایک بار پھر دھاوا بول دیا۔

"وعلیکم السلام بیٹھیے نا۔" رائنہ کا دل صاف ہو چکا تھا اب اس کے لیے سارے رشتے بہت پیارے تھے۔

"جی! ہم بیٹھنے کے لیے ہی آئے ہیں، دراصل ہم نے آپ کو انفارم کرنا تھا۔" توصیف نے حسی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"انفارم؟"

"جی دراصل حسی صاحب کی ایک نئی لڑکی کے ساتھ فرینڈ شپ ہوئی ہے ابھی اسی ہال میں دونوں ہیلو ہائے کر رہے تھے آپ بچ بچاؤ کر لیجیے گا۔" توصیف نے شاید کوئی پرانا بدلہ چکانا چاہا تھا۔

"کوئی بات نہیں فرینڈ شپ تو کسی سے بھی ہو سکتی

ہے رہی بات ہیلو ہائے کی تو یہ فنکشن ہمارا ہے ہم نے بلایا ہے ہم اپنے مہمانوں سے ہیلو ہائے نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟" رائنہ کا پرسکون سا جواب ان سب کو چپ اور حسی کو اندر ہی اندر سرشار کر گیا تھا۔

"بھابھی؟" ضیغم نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر کہا۔

"جی بھابھی۔" وہ بھی اسی کے سے انداز میں بولی حسی اپنی مسکراہٹ چھپا گیا تھا رائنہ سیر کو سوا سیر ثابت ہوئی تھی۔

"آپ رائنہ ہی ہیں نا؟" علی نے تصدیق کے لیے پوچھا۔

"میں رائنہ حسن ہی ہوں۔" اس کے مضبوط لہجے پہ وہ لوگ مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔

"ہم سوچ رہے تھے ہم بیچاروں کو کنوارا چھوڑ کر اس کمینے نے خود شادی کرلی ہے ہم اس کی بیوی کو بھڑکا کر آگ لگائیں گے وہ اسے چین نہیں لینے دے گی لیکن کمینے راتوں رات چال چل گیا ہے آپ کو اپنے قابو میں کر لیا ہے آپ کو۔" علی آج پھر سر تھام کے بیٹھ گیا تھا اور وہ سب ہی کھل کے ہنسے تھے اور ان کے ساتھ رائنہ بھی شریک تھی وہ کافی دیر ان لوگوں کے پاس کھڑے رہے اور رائنہ ان کی باتوں سے محظوظ ہوتی رہی وہ آج اپنی حدود ذات سے باہر نکلی تو دنیا بڑی حسین لگی تھی۔

حدود ذات سے باہر نکل کر دیکھو
نہ کوئی غیر نہ کوئی رقیب لگتا ہے

سعدی، رائنہ کو بیڈ روم میں چھوڑ کر چلی گئی تھی اور رائنہ دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی کمرے کے وسط میں آکھڑی ہوئی تازہ پھول اب باسی ہو چکے تھے لیکن دم توڑنے سے پہلے بھی دلفریب مہک چھوڑ رہے تھے ابھی بھی ان پھولوں کے لبوں پہ مسکان تھی کیونکہ وہ صرف مرجھائے تھے مجروح نہیں ہوئے تھے اگر مجروح ہوتے تو رو رہے ہوتے لیکن ان کی تازگی بتاتی تھی کہ وہ خوش تھے۔ رائنہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آئینے کے

بیوٹی بکس کا تیار کردہ
سوہنی ہیئر آئل
SOHNI HAIR OIL

☆ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔
☆ نئے بال اگاتا ہے۔
☆ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
☆ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید۔
☆ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔
سوہنی ہیئر آئل
12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہٰذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف 70/= روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔
1 بوتل کے لیے ---------- 100/= روپے
2 بوتلوں کے لیے ---------- 180/= روپے
3 بوتلوں کے لیے ---------- 270/= روپے
نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔
منی آرڈر بھیجنے کے لیے ہمارا پتہ:
بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی
دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں
بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37-اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر: 32735021

http://paktipplace.blogspot.com

سامنے آنکھری۔ آئینہ اس کی تعریف میں قصیدہ پڑھنا شروع ہو گیا وہ اپنے بجے سنورے سراپے کو دیکھ کر خود ہی جھینپ گئی تھی اور زیادہ دیر آئینے کے سامنے نہ ٹھہر پائی۔

اس نے اسی طرح لہنگے میں ملبوس پورا کمرا گھوم پھر کے دیکھا تھا اور ایک بک ریک کے پاس ٹھہر گئی چند ناول اور پوئٹری بکس کے علاوہ شیکسپیئر کے ڈرامے بھی ترتیب سے سجے ہوئے تھے وہ باری باری دیکھتی رہی اور پھر اس کا ہاتھ موٹے سے فوٹو البم پہ جا رکا۔

"سوئٹ میموریز" البم پہ ٹائٹل لکھا تھا اور ساتھ ہی حسی کی بڑی سی تصویر بھی تھی۔ رائنہ البم لے کر بیڈ پہ آ گئی اس نے البم کھولا اور پھر دیکھتی چلی گئی۔ یونیورسٹی کے مختلف فنکشنز میں لی جانے والی تصویریں تھیں وہ سب دوست ہر تصویر میں ایک دوسرے کو چھیڑتے ہوئے نظر آ رہے تھے کوئی رو رہا تھا کوئی بھنگڑا ڈال رہا تھا کسی کے منہ سے ٹوتھ پیسٹ کرتے ہوئے جھاگ نکل رہا تھا اور کوئی تھری پیس سوٹ میں ہینڈسم لک دے رہا تھا۔ ہر ڈیپارٹمنٹ کے چہرے نظر آ رہے تھے ہر بلاک میں تصویریں بنوائی گئی تھیں یہ تصویریں پورے گجرات کی عکاسی کر رہی تھیں ہر جگہ کی تصویر تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ قریب آ کر بولا' وہ کب اندر آیا تھا رائنہ کو پتا ہی نہ چلا تھا۔

"یادیں۔" وہ تصویروں کو چھوتے ہوئے یوں مسکرائی جیسے تصور میں وہیں پہنچ گئی ہو۔

"یہ یادیں تو صرف ہماری ہیں ہم دوستوں کی۔"

"لیکن انہی یادوں سے کہیں میں بھی جڑی ہوں۔"

"وہ کیسے؟" حسی نے البم دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"کیا یہ یاد کم ہے کہ ہم لوگ UOG میں ملے تھے' ہم یونیورسٹی فیلو تھے؟"

"ہونہہ! ہر وقت لڑائی جھگڑا کرنے والے یونیورسٹی فیلو۔" حسی کا لہجہ خفا خفا سا ہو رہا تھا۔ رائنہ البم سائیڈ پہ رکھ کے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"لڑائی جھگڑے ختم بھی تو ہو سکتے ہیں۔" وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اور پھر دونوں ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

"آئم سوری حسن۔ ایم ریئلی سوری میں نے واقعی تمہاری بہت انسلٹ کی تھی میں اپنے کیے پہ پشیمان ہوں مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا' وہ تو تم تھے کہ تم نے معاف کر دیا اور اس بات کو بھول گئے ورنہ کوئی اور ہوتا تو نجانے کیا کرواتا؟ واقعی سچ کہتے ہیں عورت کو سوچ سمجھ کر مرد کو للکارنا چاہیے ورنہ سب کچھ تباہ بھی ہو سکتا ہے' ہر مرد حسن نہیں ہوتا۔" رائنہ دونوں ہاتھ باندھے اس سے معافی مانگ رہی تھی اب حسن ایسا بھی پتھر دل نہیں تھا کہ نگاہ چرا لیتا اس نے فراخ دلی سے اسے معاف کرتے ہوئے خود سے لگا لیا تھا۔ رائنہ اللہ کا شکر بجا لائی تھی کہ وہ کسی نقصان سے بچ گئی تھی۔

ان دونوں کی زندگی اب کسی بھی بدگمانی سے پاک ہو چکی تھی اب رائنہ کی سوچ بھی ویسی ہی تھی جیسی باقی سب کی۔ وہ حسی کے ساتھ بیٹھی نہ جانے کتنے پہر یادیں (البم) دیکھتی رہی اور وہ ایک ایک جگہ' ایک ایک اسٹوڈنٹ اور دوست کے متعلق بتاتا رہا۔ رائنہ چار سال یونیورسٹی میں رہی مگر لوگوں کو اتنا نہ جان پائی جتنا اب جان رہی تھی' ہر تصویر کے ساتھ کوئی نہ کوئی کہانی وابستہ تھی حسی البم دیکھتے دیکھتے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"محترمہ تم آج بھی البم پہ ہی خفا ہو گی ہے نا۔؟"

رائنہ یکدم اس کے انداز سے پہ ہنس پڑی۔

"لیکن آپ کو البم زیادہ پیارا ہے۔" وہ خفگی سے بولی۔

"البم تو پیارا ہے لیکن تم تو اپنی جان ہو۔" وہ اسے پرے دھکیلتے دیکھ کر یکدم دبوچ چکا تھا اور رائنہ چوری پکڑے جانے پہ کھلکھلا اٹھی تھی ان دونوں کی شرارت بھری ہنسی کی آواز بیڈ روم سے باہر بھی سنائی دے رہی تھی۔!!

✲ ✲

سنبل

کیکٹس

http://paktunplace.blogspot.com